

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا .

# فضیلت علم و حکمت:

تالیف:-

خالد سیف اللہ القاسمی

خادمِ حدیث و افتاء و جامعہ اشرف العلوم رشیدی  
گنگوہ سہارنپور یوپی۔

ابن

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ۔

مؤسس و بانی جامعہ ہذا۔

ناشر:-

مکتبہ شریفیہ گنگوہ، سہارنپور یوپی، انڈیا۔

## تفصیلات

نام کتاب:..... فضیلت علم و حکمت

نام مؤلف: حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی حفظہ اللہ تعالیٰ و رعاه۔

صحبت یافتہ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب<sup>ؒ</sup> نقشبندی مجددی۔

اجازت یافتہ شیخ طریقت عارف باللہ حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

پیر طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت شیخ آصف حسین صاحب فاروقی نقشبندی

مدظلہ العالی، برطانیہ۔

جامع الاوصاف حضرت مولانا سید محمود حسن صاحب مدظلہ العالی، خلیفہ حضرت

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی<sup>ؒ</sup>۔

کمپوزنگ: محمد رشیدی۔

تعمیر و تزئین: ابوسعید/عبدالواجد عفا اللہ عنہ

تعداد طباعت: 1100

طبع اول: 1413ھ

طبع ثانی: 1429ھ

قیمت: 35

ملنے کا پتہ

مکتبہ شریفیہ گنگوہ۔

60	علماء کی قسمیں
61	علامات علماء
62	علم غداء قلب ہے
63	مثال علم بارش سے
64	بستان عالم
65	حسن بصری کی فضیلت
66	علم نافع و ضار کی پہچان کا طریقہ
66	پانچ باتوں کو پانچ اشیاء میں طلب کرو
66	عالم کی ذمہ داری پانچ طبقات پر ہے
69	علماء کے لئے خوف کا مقام
70	آٹھ قسم کے افراد
71	علم کے متعلق بایزید بسطامی وغیرہ اکابر کے اقوال
72	حضرت امام شافعی کے اقوال
73	علم کی اقسام
73	نتائج و ثمرات
75	مؤمن چھ باتیں دیکھ کر رغبت کرتا ہے
76	طریق جنت
76	چار چیزوں کو چار سے تلاش کیجئے
77	چار چیزیں چار چیزوں کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتیں
77	شیخ خلیل نے فرمایا کہ رجال چار قسم کے ہیں
78	چار چیزوں سے عار نہ کی جائے اگرچہ اس پر سخت بار کیوں نہ ہو
78	علم کی شرافت و کرامت پر عقلی دلیل
79	فضائل علم پر مزید آیات و روایات وغیرہ
87	فوائد مختلفہ متعلقہ بالعلم
91	مدارس کی فضیلت
94	علماء سوء

## 2

## فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
انتساب	5
گزارش اولیں	7
غرض تالیف	10
حضرت امام رازی کا مختصر ترجمہ	12
علم کے فضائل و دلائل، پر پہلی دلیل	17
علم بمعنی حکمت، دوسری دلیل	21
حکمت بمعنی مواظبہ قرآنی	22
حکمت بمعنی علم و فہم	25
حکمت بمعنی نبوت	28
حکمت بمعنی قرآن کریم	31
دعوت و تبلیغ کے اصول ثلاثہ	32
معانی حکمت	35
فضیلت علم پر تیسری دلیل	37
روح کیا ہے؟	38
فضیلت علم پر چوتھی دلیل	39
عبرت	41
مسئلہ سماع موتی	43
راخین فی العلم اور ان کی علامات	46
رفعت اہل علم	48
علماء کے اوصاف	51
احادیث شریفہ و آثار	53
اقوال متفرقہ	59

## افتساب

ناکارہ خلاق مؤلف اپنی اس تالیف کو اپنی عزیز مادر علمی جامعہ اشرف العلوم رشیدی کی طرف جس کا فیض تقریباً ستر سالہ مدت میں دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچا ہزاروں افراد حافظ، قاری، عالم، داعی، مبلغ، مفسر، محدث، متکلم، خطیب، واعظ بنے جو آج ہندوستان کے ممتاز اداروں میں شمار ہوتا ہے جہاں بے شمار اولیاء اللہ تشریف لائے اور خوش ہو کر دعائیں دیکر واپس تشریف لے گئے ان اکابر کی برکات سے یہ ادارہ آج علم و عمل دعوت و تبلیغ ذکر اللہ کتاب و سنت کے علوم کی اشاعت حفظ قرآن قرأت و تجوید اور دیگر عصری علوم کا ایک بہت بڑا مرکز بنا ہوا ہے۔

جہاں فی الحال تشنگان علوم و معرفت اپنی پیاس بجھانے کے لئے ایک بڑی تعداد میں جمع ہیں اور یہ خطہ تلاوت و ذکر اللہ تعلیم و تعلم کی آوازوں سے منور اور معطر اور بقعہ نور بنا ہوا ہے اور یہ سب اس اللہ کے عاشق اور اللہ کے حبیب کے دیوانے کے خلوص، مجاہدہ اور محنت و لگن کا نتیجہ ہے جو رات دن اللہ کے دین کی اشاعت، اللہ کی محبت میں فنا تھے اور ایک بہت بڑے معلم اور داعی و مبلغ

3

تلاوت، عبادت، ذکر اللہ، کے وصف کے ساتھ ساتھ (علماء مشائخ، طلبہ، اور عوام الناس) کی خدمت کرنے والے عظیم انسان تھے بہترین تربیت کرنے والے ایک والد تھے (یعنی حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ پاک انکو مغفرتِ اولیٰ سے نوازے! جنت میں بلند ترین درجات نصیب فرمائے! انبیاء، صحابہ، صدیقین، شہداء و صالحین کی مرافقت نصیب فرمائے اور ہمیں اور تمام متعلقین کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی پوری پوری توفیق نصیب فرمائے مرضیات الہیہ کا تالبع بنائے ہر قسم کی ضلالت اور فساد سے حفاظت فرمائے آمین یا رب العالمین !!

ابو حذیفہ / خالد سیف اللہ

عفا اللہ عنہ!

خادم الحدیث والافتاء و جامعہ اشرف العلوم رشیدی۔

جامعہ کے صدر دروازہ کا اندرونی منظر

## گزارش اولیں

الحمد لله الذي جعل العلماء وذرة الانبياء  
والصلوة والسلام على من بعث هاديا ومعلما وعلى  
آله واصحابه وسلم تسليماً . اما بعد :-

علم کی فضیلت و شرافت پر علماء، صلحاء، حکماء، فقہاء و عقلاء سب نے بہت کچھ فرمایا ہے اور لکھا بھی ہے اور جا بجا اس کا اظہار کر کے امت مسلمہ کو حصول علم پر براہیختہ کیا ہے اسی کی برکت ہے جو آج چاروں طرف تعلیمی ادارے، تعلیمی بورڈ، تعلیمی سینٹر کھلے ہوئے ہیں، کہیں دنیا کی تعلیم دی جا رہی ہے اور کہیں آخرت کے علوم کی، کہیں خیر کی اور کہیں شر کی ہر جگہ تعلیم ہی تعلیم ہے مگر ان تمام علوم میں بعض علوم ایسے بھی ہیں جو نافع و مفید ہونے کے بجائے مضرت و نقصان فساد و حرمان کا باعث بنتے ہیں۔

اس لئے قرآن کریم میں اللہ پاک نے فرمایا ہے وَيَتَعَلَّمُونَ  
مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ . ایسے علوم سیکھتے ہیں جو نقصان دینے والے ہیں جن سے کوئی فائدہ سمعترہ حاصل نہیں ہوتا ہے، ایسے علوم جن سے اسلامی عقائد میں شک و شبہ پیدا ہو آخرت سے غفلت و لاپرواہی بلکہ نفرت کی نوبت پہنچ جائے نام

## 4

کے علوم ہیں بلکہ باعثِ مصیبت و الم ہیں، ان سے تو جاہل رہنا ہی بہتر ہے۔ اصل میں علوم وہی مفید ہیں جو انبیاء لے کر مبعوث ہوئے ہیں ان کا حصول عین عبادت بلکہ افضل العبادات ہے اور دارین کی صلاح و فلاح کی ضمانت ہے، قرآن کریم و سنت میں مذکورہ جملہ فضائل و مناقب انہیں کے ساتھ خاص ہیں، مگر یہ مناقب و فضائل اس وقت ہیں جب کہ ان علوم و معارف کا حصول محض خوشنودی رب کے لئے ہو، حلال و حرام کی تمیز کے ساتھ زندگی گزارنے کا قصد ہو آخرت کی تیاری کرنا مقصود ہو اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنا چاہتا ہو، لیکن اگر اس نے ان علوم الہیہ، معارف ربانیہ کو دنیا کے دنی کے حصول کا واسطہ بنانے کا ارادہ کر لیا ہو تو ایسے شخص کے لئے کس قدر مذمت اور حرمان و بد نصیبی کا مقام ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:-

من طلب العلم للمعاد      فاز بفضل من الرشاد  
فيا لخسران طالبيه      لنيل فضل من العباد

ترجمہ اشعار:-

جس نے علم طلب کیا آخرت کے لئے:      کامیاب ہو اہدایت کی فضیلت کے ساتھ  
اور خسارہ اور نقصان ہوگا ان طالبان کا:      جن کا مقصد تھاندوں سے عزت و فضیلت حاصل کرنا  
**خلاصہ** یہ ہے کہ علم کے تمام فضائل جو کتاب و سنت میں مذکور ہیں وہ علوم دینیہ کے ساتھ مخصوص ہیں اگرچہ دنیوی علوم و فنون حاصل کرنا دنیوی مقاصد

واغراض کے لئے مذموم نہیں بشرطیکہ ایسے علوم نہ ہوں جن سے اسلامی عقائد میں شک و شبہ پیدا ہو اور اعمال صالحہ سے غفلت ہو جائے، نیز پھر ان فضائل اور کمالات کے مستحق اور ان کا مصداق طالبان علوم نبوت میں صرف وہی ہوں گے جن کی نیت میں خلوص و للہیت مرضیات رب پر چلنا چلانا خواہشات نفس سے بچنا اور بچانا اور وہ علم دین کو آخرت کے لئے ہی پڑھتے پڑھاتے ہوں دنیا کی عزت مرتبہ و شہرت اور عوام الناس سے اکرام و تعظیم اور دوسرے علماء سے مجادلہ و مناظرہ بحث بازی اور غلبہ، مال کا حصول مقصد نہ ہو الغرض خالص اللہ پاک ہی مقصود ہوں تب وہ صحیح معنی میں عالم بنے گا اور عالم کے لئے رحمت ثابت ہوگا، اللہ پاک اس سے اصلاح عالم کا کام لیں گے۔

## 5

## غرض تالیف:-

۱۴۱۳ھ میں تفسیر کلام پاک پڑھانے کے وقت خوش قسمتی سے ہاتھوں میں اکثر تفسیر کبیر امام رازیؒ رہا کرتی تھی امام رازیؒ کو اللہ پاک نے جو علوم و معارف عطاء فرمائے ہیں وہ انہیں کا حصہ ہے۔

حضرت امام رازیؒ نے عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا، کے تحت علم کی فضیلت پر عجیب کلام فرمایا ہے جو دوسری کسی جگہ نظر سے نہیں گذرا تھا یہ قیمتی خزانہ ہاتھ لگا تو اس کو نقل کرنا شروع کر دیا اصل مضمون امام رازیؒ کا ہے اور ان کی عظیم الشان علمی شخصیت مشہور اور مقبول بین العوام والنحواس ہے علوم و فنون میں امام کا درجہ رکھتے ہیں۔

ابتداء میں صرف امام رازیؒ کے کلام پر اکتفاء کرنے کا ارادہ تھا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کی مختصر شرح کر دی جائے تو طلبہ عزیز کے لئے نافعیت میں اضافہ ہو جائے گا اس لئے بندہ ناکارہ نے اس پر مختصر مختصر نوٹ تحریر کر دئے ہیں اور ساتھ میں دوسری کچھ علمی چیزوں کو بھی ملا دیا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كَرَمِهِ وَإِحْسَانِهِ وَمِنِّهِ وَفَضْلِهِ ناکارہ کی یہ ادنی کاوش قبول ہوئی اور اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہوئے ایک طویل عرصہ گذر گیا اور مؤلف اس درمیان میں بہت سے انقلابات اور حوادث و تجربات سے گذر گیا

found.  
کتب خانہ جامعہ

اور اس درمیان اللہ پاک نے اور بہت سی تالیفات کی توفیق عطا فرمائی اور وہ طبع ہو کر شائع ہو گئیں اور قریب الختم ہو گئیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی دوبارہ طباعت کا انتظام فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق سے نوازے۔

ان کتابوں کی اشاعت اس محبوب والد کی تمنا کا ظہور ہے جو اپنی حیات میں اس بات کی بار بار تاکید کرتے رہتے تھے ان تالیفات کو دوبارہ شائع کراؤ اللہ پاک انکے درجات بلند سے بلند فرمائے اور ناظرین کرام کو اس کتاب سے فیضیاب فرمائے!

اہل علم صاحب نظر حضرات سے درخواست ہے کہ اگر کسی جگہ علمی خامی نظر آئے تو بندہ کو مطلع فرمادیں، ان شاء اللہ العزیز اس کی اصلاح کر دی جائے گی اس کتاب کی تالیف میں جنھوں نے خاص تعاون کیا ہے یا فی الحال کر رہے ہیں جیسے عزیز مخلص مولانا عبدالواجد صاحب رشیدی مدرس جامعہ ہذا بندہ انکا شکریہ ادا کرتا ہے اور ان کے لئے صمیم قلب سے علم، عمل، اخلاص و برکت کی دعاء کرتا ہے اللہ پاک ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے!!!

آمیر یا رب العالمین!!!

ابوحذیفہ خالد سیف اللہ عفا اللہ عنہ!

خادم الحدیث والافتاء وجامعہ اشرف العلوم رشیدی۔

## 6

### حضرت امام رازیؒ کا مختصر ترجمہ

عالم کبیر الشان، فحیم المرتبت، جلیل القدر، عظیم الشہرۃ فی العالم،

امام رازی قدس سرہ کا نام و نسب، محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی، لقب فخر الدین کنیت ابو عبد اللہ الرازی ہے۔

**مقام ولادت:** طبرستان ہے آپ کا نسب قریش سے ملتا ہے اس

لئے آپ قریشی کہلاتے ہیں مسلکاً شافعی ہیں۔

زمانہ ولادت رمضان میں ۵۴۴ھ میں جلوہ افروز عالم ہوئے آپ

کی پیدائش کے سلسلہ میں مزید اور بھی اقوال ہیں مگر مشہور و واضح قول یہی ہے۔

**نشوونما:** ایک علمی گھرانہ میں آپ کی نشوونما ہوئی آپ کے

والد بزرگوار امام ضیاء الدین عمر اپنے دور کے علماء شافعیہ کے رئیس مانے جاتے

تھے مقام رائے میں خطیب و زبردست علامہ سمجھے جاتے تھے چنانچہ علم فقہ و کلام

میں آپ کے والد بزرگوار کی تالیفات بھی ہیں جنہیں **غایۃ المرام فی**

**علم الکلام** نہایت مضبوط کتاب ہے شیخ ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا

تذکرہ فرمایا ہے شیخ فخر الدین شروع ہی سے نہایت قوی الحفظ، کثیر الضبط،

فصح اللسان، قوی الجنان، فقیہ کامل، اصولی، خطیب، محدث، ادیب، مفسر،

جامع العلوم والکلمات واقع ہوئے تھے، اوپر سے مجاہدہ و محنت اور اکابر کی توجہات سے مرکز علم، مرکز علماء، مرجع علوم و فنون، علوم و فنون کی روح، بلکہ روح رواں بنتے چلے گئے، اولاً آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی تربیت فرمائی، طاہری تربیت کے ساتھ ساتھ علمی و روحانی تربیت کا بہت زیادہ خیال فرمایا کرتے تھے، چنانچہ امام رازیؒ اپنے والد بزرگوار کو اپنی تالیفات میں شیخ والد، یا والد استاذ سے یاد کرتے ہیں جب تک والد بزرگوار حیات رہے ہر طرح کی کفالت فرماتے رہے 559ھ میں ان کا انتقال ہو گیا تو امام رازیؒ بہت افسوس فرماتے تھے اور اس بات کی تمنا فرماتے تھے کہ کاش کوئی ایک لمحہ بھی بے کار ضائع نہ کرتا حتیٰ کہ وہ وقت جو کھانے پینے میں صرف ہوتا ہے وہ بھی علمی مصروفیات میں لگتا تو اچھا تھا امام رازیؒ اس پر بھی افسوس فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ وقت بہت عزیز القدر چیز ہے اس کا ضیاع بڑا خسارہ ہے۔

دور، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ چھٹی صدی کا درمیانی حصہ اور ساتویں صدی کے شروع کا دور ہے یہ وہ دور تھا کہ اسلامی حیات داخلی طور پر بددینی کا شکار تھی اور خارجی طور پر اسلام اور بلاد اسلامیہ پر صلیبی حملے پے در پے پر جاری تھے خلافت عباسیہ بڑھاپے کو پہنچ چکی تھی اور سلطان کا اپنی عوام اور رعایا پر کوئی کنٹرول باقی نہ رہا تھا سوائے بعض امور کے ہم اس دور کے تمام احوال سے بحث نہی کرنا چاہتے کیونکہ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔

## 7

ہاں مگر اتنا لکھنا کافی ہے کہ یہ دور ثقافتی اور علمی و عملی اعتبار سے نہایت ضعیف ہو چکا تھا امام رازیؒ کو اللہ پاک نے ایسے دور میں پیدا فرمایا اور اسلامی اقدار میں نئی روح پیدا فرمادی جیسا کہ پہلے تحریر ہو چکا ہے کہ امام رازیؒ علوم و فنون کے عاشق تھے ہمہ وقت تحصیل علوم و فنون میں غایت درجہ انہماک رکھتے تھے ایک لمحہ بھی بے کار ضائع کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

نظریہ: پھر امام رازیؒ کا نظریہ یہ تھا کہ تمام علوم و فنون سے واقفیت ضروری ہے اس وجہ سے آپ نے بلا تخصیص تمام علوم و فنون کی طرف توجہ فرمائی پھر امام محض کتابوں کے اوراق گردانی پر اکتفاء نہ فرماتے تھے بلکہ پوری طرح بحث، تحقیق، تنقیح و تدقیق فرمایا کرتے تھے جس کی برکت سے وہ اپنے سے پہلے کے علماء کے مقلد محض نہ تھے بلکہ ہر مقام پر اپنی مستقل رائے رکھتے تھے، اس لئے امام رازیؒ کے علوم و معارف اس قدر وسیع ہوئے جس کی انتہا نہ تھی آپ ہمہ گیر شخصیت تھے جن کو اکثر علوم و فنون میں امامت کا درجہ حاصل تھا ایک طرف آپ اصولی تھے تو دوسری طرف کامل فقیہ، متکلم، مفسر عظیم، فیلسوف، لغوی، نحوی، ادیب، شاعر، خطیب، مرئی تھے۔

عظمت: اسی لئے اصحاب شافعیہ و اشاعرہ نے آپ کو علم کلام و فقہ میں امام کا لقب دیا ہے اور جب وہ اپنے علم کلام، اصول فقہ وغیرہ میں امام کا لفظ

استعمال کرتے ہیں تو امام رازیؒ کو مراد لیا کرتے ہیں۔

**ہرات** میں آپ کا لقب شیخ الاسلام تھا خداوند تعالیٰ نے آپ میں پانچ باتیں ایسی جمع فرمادی تھیں جو دوسروں میں موجود نہ تھیں (1) قدرۃ علی الکلام وسعت کے ساتھ (2) قوت فکریہ (3) علوم پر اس قدر دسترس اور واقفیت و اطلاع جس کی ان کے زمانہ میں مثال نہیں تھی (4) ایسا قوت حافظہ جو اپنے خزانہ عامرہ میں تمام علوم کو جمع کرنے والا تھا (5) براہین و دلائل کی ایسی تقریر دل پزیر کہ مخاطب تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے۔

امام عالی مقامؒ نے جملہ علوم معروفہ میں اپنی قیمتی تالیفات چھوڑی ہیں اور ایسے آثار چھوڑے ہیں جو امام عالی مقامؒ کے مقام رفیع اور علمی مرتبہ اور معاصرین اور بعد میں آنے والوں پر ان کی فوقیت اور افضلیت پر شاہد عدل ہیں

### تصنیفات و تالیفات:

آپؒ کی جملہ تصنیفات سے متعلق کلام بہت طول و فراغ چاہتا ہے یہاں صرف مشہور کتب کا تذکرہ مناسب ہے اس میں شبہ نہیں ہے کہ آپؒ کی تالیفات کو وہ اہمیت حاصل ہوئی جو آپؒ کے معاصر حضرات کی تالیفات کو حاصل نہ تھی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت امام رازیؒ کی تالیفات کی تعداد 200 بلکہ اس سے زائد ہے اتنی بڑی تعداد کا تذکرہ باعث طول ہے جس کے لئے فراغ طویل

## 8

درکار ہے یہاں صرف چند پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

**تفسیر کبیر**، سبحان اللہ علوم و فنون کا ایسا بحر بیکراں ہے کہ سارے علوم و فنون پر حاوی اور جامع کتاب ہے اس کی عظمت و اہمیت کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ پاک نے مطالعہ کی سعادت عطاء فرمائی ہے اور جن حضرات نے اس کے بارے میں **کل شئی سوی التفسیر** کہا ہے بندہ کے ناقص خیال میں وہ غلط ہے بلکہ کل شئی مع التفسیر کہنا چاہئے تھا۔

الموصول، علم اصول فقہ میں جملہ کتابوں پر حاوی ہے عبارت نہایت واضح تعبیر اپنی نہ محض نقل امثلہ جدیدہ و قدیمہ ہر باب میں پیش فرمائی ہیں اس کتاب سے قبل جو کچھ اس موضوع پر لکھا گیا ہے اس سب پر فائز ہے۔

## علم کے فضائل و دلائل:-

فضیلتِ علم پر پہلی دلیل:- (فضیلتِ آدمؑ کا راز)

حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشادِ ربانی ہے:  
 وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ اللَّهُ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو  
 عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ جملہ اشیاء کے نام سکھلا دیئے، پھر اللہ  
 أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنَّ پاك نے آدمؑ کو ملائکہ کے سامنے پیش  
 كُنْتُمْ صَادِقِينَ، کیا تو فرمایا کہ مجھکو ان چیزوں کے نام  
 (سورہ بقرہ پارہ ۴ آیت ۳۱) بتلاؤ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو۔

یہ آیت کریمہ سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت کے ساتھ  
 ساتھ علم کی شرافت و فضیلت پر واضح دلیل ہے جسکی مختصر تشریح یہ ہے کہ  
 اللہ رب العزت والجلال نے اپنی قدرتِ کاملہ سے جب عالمِ ارض و سماوات کی  
 تخلیق فرمادی تو خلافتِ ارضیہ کے منصبِ جلیل اور مقامِ رفیع پر کس کو فائز کیا  
 جائے اس کے لئے حق جل مجدہ کی نظرِ انتخاب منبع الفیوض والبرکات، علمی و عملی  
 کمالات کے مرکز، اوصافِ حسنہ و خصائصِ حمیدہ کے جامع، تجلیاتِ ربانیہ کے  
 منظرِ اتم حضرت آدم علیہ السلام پر واقع ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص مخلوق  
 ملائکہ پر اس کا اظہار اس طرح فرمایا:

9

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۗ فِي زَمَانٍ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۗ

(سورہ بقرہ پارہ ۴ آیت ۳۰) مقرر کرنے والا ہوں

یہ سنگرانِ قدسی الاصل مخلوق نے عرض کیا:

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا اے رب قدر کیا آپ زمین میں ایسے شخص کو  
 وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ خلیفہ بنا نا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد  
 بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي پھیلائے گا خون ریزی کریگا حالانکہ ہم  
 أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ، آ پکی تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں  
 (سورہ بقرہ پارہ ۴ آیت ۳۰) اللہ پاک نے فرمایا کہ ان چیزوں کو میں  
 جانتا ہوں جنکو تم نہیں جانتے۔

جبکہ اللہ پاک نے ان قدسی صفاتِ مخلوق کے سامنے اِنِّي جَاعِلٌ فِي  
 الْأَرْضِ خَلِيفَةً (کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنا نا چاہتا ہوں) فرمایا: تو ان  
 حضرات نے اپنی رائے کے اظہار کی گنجائش محسوس کرتے ہوئے اس خَلِيفَةً اللہ  
 کے بارے میں فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ وَ سَفْكِ دِمَاءٍ (یعنی زمین میں فساد  
 پھیلانے اور خون بہانے) جیسے اوصافِ رزیلہ کا اظہار کر دیا جن کا علم خود ان کو اللہ  
 پاک نے ہی دیا تھا۔

کما فی التفسیر الوجیز صفحہ ۱۱۷ / قال ابن زید وغیرہ ان اللہ

تعالیٰ اعلمهم بانہ سیکون من ذریۃ قوم یفسدون ویسفکون الدماء

فقالوا لذلک هذه المقالة۔

اور ساتھ ہی اجتہاد سے کام لیکر آگے بڑھ گئے اور پکارا ٹھے۔

نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُكَ اور ہم آپ کی تسبیح و تحمید بیان کرنے لگے۔ (سورہ بقرہ پارہ ۴ رکوع ۴ آیت ۳۰) کے لئے کافی ہیں۔

اب تک آپ کی حمد و توصیف میں محض آپ کی توفیق سے ہم مشغول تھے اگر خلافتِ ارضی کا منصب جلیل بھی ہمیں ہی حاصل ہو جائے تو ہمیں آپ کی عبادت کی مزید سعادت میسر آجائے گی اور آپ کا ہم پر بڑا فضل و احسان ہو جائے گا اور ہم اس شرافت سے بھی مشرف و مسعود ہو سکیں گے۔

مگر اللہ رب العزت والجلال عالم الغیب والشہادۃ کو کچھ اور ہی منظور تھا اس لئے ان حضرات کی گزارش نہ صرف قابل قبول ہوئی بلکہ رب کائنات کو ناپسندیدہ بھی ہوئی کہ میں جس شخص کو خلیفہ بنانے والا ہوں اس کے بارے میں ایسے رذیل اوصاف سامنے لائے ہیں اور اس کی عمدہ خوبیوں اور اس کے کمالات سے صرف نظر کر لی گئی ہے اس لئے رب قدیر نے یہ کہہ کر ان کے منہ پر مہر لگا دی **إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ** خبردار تم نے صرف ظاہری برائیوں کو دیکھا ان کے اصلی جوہر، ان کی قلبی کیفیات، عشق و محبت کو نہیں دیکھا۔

انتظامِ عالم انصرا م کائنات سے متعلق اس کی تدبیر اور علم و اطلاع اور قدرتِ تصرف جیسے اوصاف تمہارے اوپر مخفی ہیں تمہیں یہ نہیں معلوم کہ ان سے مجھے کیا کام لینا ہے اس کو میں ہی جانتا ہوں۔

## 10

ان کی اولاد میں سے ایک شخص ایسا ہوگا جو بڑے بڑے فرشتوں سے لامتناہی درجہ افضل ہوگا خود یہ بھی تم پر اپنی سیرت اور علمی کمالات میں افضل ہوں گے جس کو تم جان کر مان بھی لو گے خیر وہ وقت بھی آیا جب اللہ پاک نے اس کا اظہار اور مشاہدہ کرادیا کہ آدم علیہ السلام کو ان اشیاء کا جو انتظامِ عالم تدبیر کائنات کے ساتھ متعلق تھیں جملہ فوائد و کلیات، فروع و جزئیات، اشیاء کے اسماء و خواص ان کے حقائق اسرار و حکم و رموز و غوامض سکھلائے اور ان پر پوری قدرت و تصرف کا انتظامی حق بھی کمال درجہ عطا فرمایا، مزید برآں اپنی ذات و صفات کا علم مبارک بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطاء فرمایا اور پھر فرشتوں پر پیش کیا تو سب نے عجز و قصور کا اعتراف کیا اور اپنے نقصان علم پر اللہ کے سامنے معترف بکفر فوراً **سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ** کہنے لگے اور علم و حکمت کو ذاتِ باری عزاسمہ کے ساتھ مخصوص کر دیا، پھر اسی پر اکتفا نہیں فرمایا گیا کہ بس آدم علیہ السلام کی فضیلت و شرافت کا زبانی اعتراف کر لیں بلکہ عملی طور پر اعتراف کرنے کے لئے ان تمام کو حکم ہوا کہ **خليفة الله في الارض** کو سجدہ اطاعت کریں چونکہ انتظام کے لئے سلطان و خلیفہ کے سامنے افراد کا مطیع ہونا ضروری ہے اس لئے یہ سجدہ کرایا گیا جو سجدہ عبادت نہیں تھا بلکہ سجدہ اطاعت و تعظیم تھا انتظامِ عالم میں معاونت و فرما برداری کا ایک عہد اور تابعداری کا اقرار تھا شیطان نے اس کو سجدہ عبادت سمجھا جو سراسر اس کی جہالت

تھی اور اس نے ربِ قدیر کے حکم سے انحراف کیا جس کا انجام اس کے حق میں نہایت خراب ہوا کہ ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا، لغرض سیدنا آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ ہونے کا شرف خلافتِ الہیہ کی وجہ سے ہوا اور خلافتِ الہیہ ارضیہ کا مدار علم پر ہے پھر قدرت و تصرف پر اس لئے پورے واقعہ میں جو چیز نظر آتی ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی و شرافت کے ساتھ ساتھ علم کا کمال و فضیلت ہے!

**فضیلت علم پر دوسری دلیل:۔** (علم بمعنی حکمت)

علم کی فضیلت و بزرگی پر دوسری دلیل یہ ہے کہ رب السموات والارض نے علم کو حکمت سے تعبیر فرمایا ہے اور پھر حکمت کی اللہ تعالیٰ نے بڑی تعریف فرمائی اور نہایت اہمیت قرار دی ہے یہ سب علم کی عظمتِ شان پر دلیل ہے اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ کلام مجید فرقان حمید میں جگہ جگہ علم کو حکمت کے معنی میں لیا گیا ہے امام المفسرین حضرت امام مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کلمہ 'حکمت قرآن پاک میں چار معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(1) حکمت بمعنی مواظب قرآنی (2) بمعنی علم و فہم (3) بمعنی نبوت (4)

بمعنی قرآن جسکی تفصیل آگے پڑھیں۔

## 11

(1) حکمت بمعنی مواظب قرآنی:۔

حکمت بمعنی قرآنی مواظب اس معنی میں متعدد جگہ آیا ہے، مثلاً سورہ بقرہ میں ارشاد باری ہے:

(1) **وَإِذْ كُرُوا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ** اور یاد کرو اللہ کی نعمتیں اور اس کی کتاب **وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ** و حکمت کو جو اللہ نے تم پر اس حیثیت سے **وَالْحِكْمَةَ يَعْظُمُ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ** نازل فرمائی ہے کہ تم کو اس کے ذریعہ **وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** نصیحت فرماتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔  
(سورہ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۱۳ آیت ۲۳۱)

**فائدہ:** اس آیت مبارکہ میں خداوند قدوس نے خاص طور پر نعمتِ ایمان و اسلام یاد کرنے کی ہدایت فرمائی ہے جو اللہ کی عظیم الشان نعمت ہے ساری خوبیوں کا سرچشمہ اور منبعِ ایمان ہی ہے جملہ انوار و برکات اسی سے وابستہ ہیں ایمان کے بغیر کوئی کمال کمال نہیں ایمان ایک نور ہے جس سے دل منور ہو جاتا ہے نور اطاعت، نور ایمانی کے ساتھ ملنے سے نور علی نور **يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ** کا مصداق بن جاتا ہے اور یہ نور اس کے اعضاء و جوارح پر دوڑنے لگتا ہے جسے فرمایا گیا **نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ** .

اس کے بعد فرمایا قرآن و حکمت جس کے ذریعہ سے اللہ نے تم کو نصیحت فرمائی ہے اس کو معمولی مت خیال کرو بلکہ اللہ کی بیش بہا نعمتیں ہیں جن

سے انسان کی زندگی میں صالح انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اور انسان حقیقی زیورات (مواعظ قرآنی) سے آراستہ ہو جاتا ہے۔

**چنانچہ** لاتعداد انسانوں نے علم قرآن کے ذریعہ اپنے قلوب کو روشن کیا اور حیوانیت سے انسانیت اور نخوست سے سعادت ان کو حاصل ہوئی کتنے بیمار دل اس سے شفا یاب ہوئے ہیں اس کے بعد تقویٰ کا حکم فرماتے ہیں جو جملہ اعمال کی روح ہے پھر خاص صفت علم میں کمال کا اظہار **إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے فرما کر کیا ہے۔

(۲) سورہ نساء رکوع نمبر ۱۳ میں ارشاد بانی ہے:

**وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ** اور اللہ پاک نے آپ پر اپنی **وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا** کتاب مقدس اور حکمت کی باتیں نازل فرمائی ہیں اور ایسے علوم آپ کو بتلائے جو آپ نہیں جانتے تھے اور یہ اللہ کا عظیماً،

(سورہ نساء پارہ ۵ رکوع ۱۴ آیت ۱۱۳) آپ پر بڑا زبردست احسان ہے۔

**فائدہ:** بقول حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حکمت سے مراد مواعظ قرآنی و نصائح ربانی ہیں جن کے انزال کو کتاب اللہ کے ساتھ رب العزت نے موضع امتنان میں ذکر فرمایا ہے اور آگے چل کر اپنے پیارے رسول ﷺ پر احسان و افضال کا ذکر فرمایا ہے جو صفت علم ہی سے متعلق ہے کہ

## 12

خاص کر ہم نے اپنے رسول ﷺ کو ایسے مخصوص علم اپنی ذات و صفات کے بارے میں عطا فرمائے جو دوسروں کو نہیں دیئے گئے تھے اور یہ اللہ رب العزت کا آپ پر خصوصی احسان ہے، اس آیت پاک میں علم کو فضل عظیم قرار دیا گیا ہے واقعی اس میں کیا شک و شبہ ہے کہ علم باللہ ہی سب سے بڑا کمال ہے انسان کا ماہ الامتیاز علم ہی ہے جس نے اس کو افضل کائنات اشرف المخلوقات بنایا ہے۔

(3) آیت جہاں حکمت بمعنی مواعظ قرآنیہ ہے سورہ ال عمران رکوع ۷

ارشاد بانی ہے:

**لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ** تحقیق کہ اللہ رب العزت نے **إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ** مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں انہیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو حق تعالیٰ کی آیتیں **وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ** پڑھ کر سناتے اور لوگوں کے اخلاق کا تصفیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب اللہ و حکمت سکھلاتے ہیں اور اس سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

(سورہ ال عمران پارہ ۴ رکوع ۸ آیت ۱۶۴)

یہاں بھی حکمت سے بقول امام مقاتلؒ کے مواعظ قرآنیہ مراد ہیں۔

## (2) حکمت بمعنی علم و فہم :-

(1) سورہ آل عمران میں فرمایا گیا ہے وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ اس معنی میں یہ لفظ قرآن کریم میں بکثرت وارد ہوا ہے۔ یہ آیت مبارکہ جو سورہ ال عمران میں واقع ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے اوپر سے حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ چلا آ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے قبل حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت تولد عیسیٰ سنائی تھی اور ان کے اوصاف بتلائے تھے کہ وہ لوگوں سے بچپن اور کہولت کے دور میں یکساں باتیں کریں گے اور صالحین میں سے ہونگے اور خدائے پاک ان کو علم و فہم کی باتیں خاص کر تورات و انجیل سب کی تعلیم فرمائیں گے، یہاں حکمت علم و فہم کے معنی میں وارد ہے۔

تفسیر بغوی صفحہ ۳۰۲

## (2) وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا

یہ آیت مبارکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعریف میں وارد ہوئی ہے فرماتے ہیں۔  
يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ اے یحییٰ تورات کو مضبوطی سے پکڑ لو اس میں (سورہ مریم پارہ ۱۶ رکوع ۲ آیت ۱۲) جو حکم ہے ان سب کو اچھی طرح سے بجالاؤ۔ اور فرماتے ہیں کہ ہم نے یحییٰ کو بچپن میں عقل و دانائی علم و فہم کی باتیں دیدی تھیں اور اپنی خاص مہربانی سے آپ کو مشرف فرمایا تھا اور صفائی ستھرائی کا وافر حصہ ان کو مرحمت فرمایا تھا اور یحییٰ گناہوں سے بہت بچنے والے تھے وکان تقياً

## 13

**فائدہ:** سات سال کی عمر کیا ہوتی ہے کہ محلہ کے لڑکے حضرت کو کھیل کود کے لئے بلاتے تھے تو ان کے جواب میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کام کے لئے نہیں بھیجا ہے بلکہ اللہ نے عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے کس قدر علم و فہم کی بات ہے جو اتنی کم عمری میں اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھی اس لئے حق تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔

یہاں بھی حکم و حکمت بمعنی علم و فہم ہے صاحب روح المعانی نے لکھا ہے والظاهر ان الحكم بمعنى الحكمة وقيل بمعنى العقل وقيل معرفة آداب الخدمة اور لکھتے ہیں اعطى الفهم والعبادة وهو

ابن سبع سنين \* روح المعانی صفحہ ۷۲/جلد ۱۲ سورہ مریم۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مراد نبوت ہے۔ کذانی التفسیر بغوی صفحہ ۱۹۰

(3) وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ ارشاد پاک ہے۔ تحقیق ہم نے لقمان کو حکمت دی ہے اور یہ حکم فرمایا کہ شکر ادا کرو اور جو شخص خدا کا شکر ادا کرتا ہے تو اس کا فائدہ اسی کو پہنچتا ہے اور جو اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے تو اس سے اللہ پاک کا کوئی نقصان

(سورہ لقمان پارہ ۲۱ رکوع ۱۱ آیت ۱۲)

نہیں ہوتا ہے اللہ پاک مستغنی ہے اور ان کی ذات عالی ہر حال میں محمود ہے

اس آیت میں حضرت لقمان کو حکمت سے سرفراز کرنا مذکور ہے روح المعانی صفحہ ۸۲

**فائدہ:** لقمان عجمی لفظ ہے عربی نہیں، والد کا نام باعوراء بتایا گیا ہے حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے یا خالہ زاد بھائی تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو پایا تھا اور ان کے شاگرد تھے ان سے علوم حاصل کئے تھے بعض اکابرین نے نبی اور اکثر نے ولی قرار دیا ہے اور یہی اصح ہے، بعض علماء نے حکمت سے مراد نبوت لیکر ان کے نبی ہونے کا قول نقل کیا ہے لیکن اکثر حضرات کے نزدیک یہاں حکمت علم و فہم کے معنی میں ہے اور اسی عظیم نعمت پر خدا کا شکر ادا کرنے کا حکم ہوا اللہ تعالیٰ نے پھر شکر کا فائدہ بیان کیا ہے کہ اس سے مزید نعمت میں ترقی ہوتی ہے اس کا فائدہ خود انسان کی طرف راجع ہے خالق تعالیٰ کے لئے شکر ناشکری دونوں برابر ہیں اس کی ذات پہلے سے ہی مستغنی ہے اور وہ ہر جگہ ہر حال میں لائق حمد ہی ہے۔

**الغرض** بقول امام رازیؒ اس جگہ حکمت سے مراد علم و فہم ہے

تفسیر کبیر صفحہ ۹۷/جلد ۱۔

(4) ارشاد باری ہے!

أُولَئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ  
وَالنَّبُوءَةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَؤُلَاءِ فَقَدْ  
وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيَسُؤُنَّ بِهَا بِكُفْرِيْنَ .  
یہ رسولوں اور پیغمبروں کا گروہ اور مقدس جماعت  
جس کو ہم نے کتابیں اور حکم (علم و فہم) اور نبوت  
سے سرفراز فرمایا تھا پھر اگر ان باتوں کو یہ مکہ والے  
نہ مانیں تو ہم نے ان باتوں کے لئے ایسے لوگ  
مقرر کر دیئے ہیں جو انکار و کفر نہیں کریں گے۔  
(سورہ انعام پارہ ۷ رکوع ۱۶ آیت ۸۹)

## 14

**فائدہ:** اس آیت کریمہ میں باری عز اسمہ نے ۱۸ انبیاء کا اوپر ذکر فرمایا اور ان کی تعریف کی **أُولَئِكَ** سے ان ۱۸ کی طرف اشارہ ہے۔

فرمایا کہ ہم نے ان کو کتابیں اور حکمت و نبوت سے نوازا تھا حکم سے مراد صاحب روح المعانی علامہ محمود الوسی حنفیؒ اور دیگر مفسرین نے لوگوں کے درمیان انصاف کرنا اور فیصلہ کرنا لیا ہے بعض نے معرفت حقائق اشیاء سے تفسیر کی ہے امام رازیؒ نے علم و فہم سے تفسیر فرمائی ہے اگر فصل خصوصیات مراد لیا جائے تب بھی علم و فہم سے تفسیر صحیح ہے چونکہ قضا بالحق بھی علم و فہم پر موقوف ہے۔

(۳) حکمت بمعنی نبوت:-

(1) سورہ نساء میں ارشاد باری ہے۔ ترجمہ

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ  
وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا  
(سورہ نساء پارہ ۵ رکوع ۴ آیت ۵۴) ان کو بڑی بادشاہت بھی عطا کی گئی تھی۔

**فائدہ:** اس جگہ حکمت کی تفسیر نبوت سے کی گئی ہے اس آیت میں اوپر

سے یہ تذکرہ چلا آ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے والے جب  
مؤمنین کثیر ہو گئے تو یہ لوگ جن کو گذشتہ دور میں آسمانی کتابیں عطا کی گئی تھیں  
(یہود و نصاری) اللہ کے رسول کو ترک کر کے طاغوت (بتوں اور شیطانوں) پر  
ایمان لے آئے اور ایمان والوں کے مقابلہ میں کفار کو ہدایت یافتہ کہنے لگے اور



اس آیت میں داؤد کی بزرگی و فضیلت کا بیان تھا جس کا حاصل ان کو نبوت اور سلطنت سے سرفراز کرنا ہے اور یہی سب سے بڑی نعمتیں ہیں ایک دینی اعتبار سے اور ایک دنیاوی اعتبار سے۔

(4) حکمت بمعنی قرآن :-

خالق السموات والارض کا ارشادِ عالی ہے۔

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ  
بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ  
الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي  
هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ  
أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ  
وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

(سورہ نحل رپ ۱۳/۱۴ رکوع ۲۲ آیت ۱۲۵)

دیکر ہو۔

دعوت و تبلیغ کے اصولِ ثلاثہ :-

## 16

**فائدہ:** اس آیت کریمہ میں دعوت و تبلیغ کے اصولِ ثلاثہ، دعوت بالِحکمہ،

دعوت بالموعظۃ الحسنۃ، دعوت بالمجادلہ کا ذکر کیا گیا ہے، یہاں سبیل رب سے مراد اسلام ہے جس کو بعض مرتبہ صراطِ مستقیم سے اور بعض مرتبہ ملت ابراہیمی سے تعبیر کیا گیا ہے اور امام رازمیؒ کے قول کے مطابق تو اس آیت میں قرآن پاک مراد ہے اب مطلب یہ ہے کہ آپ قرآن پاک کے مضامین کے ذریعہ لوگوں کو دعوت الی سبیل ربك دیجئے جو شبہات و وساوس کا قاطع ہے اور ایسے کلام کا نام حکمت ہے جو سننے والے پر اثر کرے اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔

موعظت حسنہ یعنی نہایت محبت غایت شفقت سے سمجھاتے رہے۔

**چنانچہ** یہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا حکیمانہ پہلو ہے کہ آپ

نے ناشائستہ افعال پر اتنی محبت سے سمجھایا کہ اس کا دل آپ کے قابو میں آ گیا اور اس نے عملی شکل میں لبیک کہا، ایک بدوی نے مسجد میں پیشاب کیا لوگوں نے ڈانٹا مگر آپ نے منع فرمایا اور پھر بڑے پیار سے سمجھایا کہ مسجد ذکر اللہ، تلاوت، عبادت کے لئے ہے اس جیسی حرکات کے لئے نہیں اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی شفقت بھی عجیب ہے ما قہر نی ولا شتمنی کہ نہ ڈانٹا اور نہ برا بھلا کہا اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں۔

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ مَعَانِدِينَ كَيْسَاتِهِمْ جَوْبِهِ مَنَظَرُهُ أَوْ كَقَتْنُو

ہو دلائل نہایت مضبوط ہوں، مگر لہجہ نہایت عمدہ نرمی اور خوش روئی کے ساتھ برہان

اور دلائل کی قوت کے ساتھ ہو، چونکہ لوگوں کے حالات مختلف ہیں اس وجہ سے اس کے دعوت دینے کے اصول بھی الگ الگ ہیں، جو پاکیزہ نفوس رکھتے ہیں، قوی الاستعداد ہیں فقط حکمت سے کلام کافی ہے اور جن کے نفوس میں کدورت ہے ضعیف الاستعداد ہیں محسوسات سے غایت درجہ محبت رکھتے ہیں رسومات سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں ایسے لوگوں کو موعظ حسنہ سے صراط مستقیم دین قیم کی جانب دعوت دیجئے اور جو معاند اور ضدی ہیں باطل پر مصر ہیں اپنے آباء و جہال کی تقلید کو واجب سمجھتے ہیں عقائد باطلہ ان کے قلوب میں راسخ ہو گئے ہیں موعظ ان کے لئے سود مند نہیں عبرتیں کافی نہیں ان کے ساتھ بھی مجادلت احسن طریقہ پر ضروری ہے اگر سختی کرو گے تو وہ اپنی ضد اور عناد میں اور زیادہ سخت ہو جائیں گے نرمی اور خوش روئی کے ساتھ ان سے کلام ہونا چاہئے اور پھر مزید یہ بھی جاننا چاہئے کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو دعوت و تبلیغ کے تین اصول بتائے ہیں تاکہ حسب ضرورت ان سے کام لیں۔

(1) حکمت (2) موعظت حسنہ (3) مجادلہ و مناظرہ، کیونکہ کسی بھی مذہب و عقیدہ کی طرف جب کسی کو بلایا جاتا ہے تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ مضبوط دلیل پیش کر کے دعوت دے ورنہ انسان اپنے مذہب سابق کو جو اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے کسی بھی طرح ترک کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوگا اس کا طریقہ اس کے علاوہ اور کیا ہوگا کہ ایسی بات اس کے سامنے لائی

## 17

جائے کہ اس کا دل مان جائے یہ الگ بات ہے کہ عناد اور سرکشی سے اس پر عمل پیرا نہ ہو اور نہ دعوت کے لئے یہ ضروری ہے، مگر حجت اور دلیل سے دو چیزیں مقصود ہوں گی (1) سامع کے قلب کو مطمئن کرنا اس کے دل میں اپنے مضمون کو راسخ کر دینا (2) یا اس کو الزام دے کر خاموش کر دینا۔

**پہلی قسم** کہ جس میں سامع کو مطمئن کرنا مقصود ہو دو قسموں پر ہے اول وہ حجت و دلیل قطعی اور یقینی ہو جملہ قسم کے شکوک و شبہات سے پاک ہو کہ دل میں اتر جائے۔

**دوسری قسم** یہ ہے کہ حجت و دلیل اس درجہ قوی اور قطعی تو نہ ہو مگر ظاہر طور پر ظن غالب کے درجہ میں تسلی و اطمینان کا باعث ضرور بن جائے اول قسم کا نام حکمت ہے یعنی دلیل قطعی و یقینی سے دعوت دینا اور یہی جملہ درجات میں اعلیٰ و اشرف مقام ہے وَمَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا کا مصداق ہے۔

دوسری قسم کا نام موعظت حسنہ ہے اور اگر مقصود دلائل سے مقابل کا منہ بند کرنا ساکت کر دینا ہے تو اس کا نام جدال ہے مناظرہ ہے پھر یہ بھی دو قسم پر ہے، (1) اگر دلائل ایسے مقدمات سے مرکب ہوں جو قائل یا سامع کے نزدیک مسلم ہوں تو اس کا نام جدال حسن ہے۔

(2) اور اگر وہ دلائل ایسے مقدمات سے مرکب ہوں جو باطل ہوں محض

شور و شغب کرنا ہو تو یہ خالی جدال ہے جو آج کل اکثر مناظرہ کرنے والے حضرات کا طریقہ کار ہے، حالانکہ مناظرہ کا مقصود یہ ہے کہ طرفین سے جو بات قابل قبول اور لائق عمل سامنے آئے اسکو تسلیم کیا جائے، اپنی بات پر ضد اور اصرار نہ ہو، مگر عسرواں میں مناظرہ، مقابلہ اور مجادلہ ہی نہیں بلکہ مغالبہ ہے اسی لئے امام اعظم علیہ الرحمہ بعد میں اس سے اجتناب کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

کذانی تفسیر الکبیر رازی صفحہ ۱۳۸ سورہ بقرہ رکوع ۵۸

## معانی حکمت :-

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ دِينَ كَانَهُمْ جَس كُو چاہتے ہیں دیتے ہیں  
يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا أَوْ جَس كُو دِينَ كَانَهُمْ جَس كُو اس کو  
كَثِيرًا وَمَا يَنْذَرُ إِلَّا بَرِي خَيْرِ كِي چيز مل گئی اور نصيحت وہي  
أُولُو الْأَلْبَابِ لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں

(سورہ بقرہ پارہ ۳ رکوع ۵ آیت ۲۶۹)

اس جگہ حضرت ابن عباسؓ نے حکمت سے مراد معرفت قرآن پاک کو لیا ہے کہ نسخ و منسوخ متشابہ و محکم مقدم و مؤخر حلال و حرام جیسے امور کی واقفیت حاصل کرے اور دوسری روایت میں ان سے مروی ہے کہ فقہ فی القرآن مراد ہے اور یہی حضرت قتادہؓ سے مروی ہے اور علامہ ابن منذر نے کہا ہے کہ ابن عباسؓ نے حکمت سے مراد نبوت بھی لیا ہے، اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالدرداءؓ

## 18

سے نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد قرأت قرآن و تفکر فی القرآن ہے امام مجاہدؓ سے مروی ہے کہ قول و فعل کی درستگی مراد ہے دوسری روایت میں ان سے مروی ہے کہ حکمت سے مراد علم قرآن اور علم فقہ ہے اور ایک قول میں ان سے مروی ہے کہ وہ علم حکمت ہے جس کا فائدہ جلیل اور منفعت عظیم ہو۔

حضرت عطاء سے مروی ہے کہ حکمت سے معرفت خداوندی مراد ہے بعض نے اتقان علم و عمل سے تفسیر فرمائی ہے، روح المعانی صفحہ 41 سورہ مریم میں وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا کے تحت حکمت کی تفسیر الفراسۃ الصادقہ سے بھی کی گئی ہے ایسے ہی بعض نے فرمایا آداب معرفت خداوندی اور بعض نے فرمایا ہے معرفت موجودات اور بعض نے معرفت حقائق اشیاء سے تفسیر کی ہے اور بعض نے فرمایا ہے فِعْلَ الْخَيْرَاتِ تَوْفِيقِ عَمَلِ كَانَامِ حَكْمَتِ هے۔

حجۃ اللہ فی الارض حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا کہ حکمت نام ہے حق و صواب کی معرفت کا بعض نے فرمایا اتباع حق حکمت ہے ہر موقع کے مناسب بات اور عمل کا نام حکمت ہے البحر المحیط میں تقریباً 40 اقوال نقل کئے گئے ہیں، ان سب کو بندہ کی کتاب فوائد شریفیہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

**نیز** کہا گیا کہ نصیحت والی گفتگو کا نام حکمت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے جس سے نفسانی کمالات پیدا ہوتے ہوں حکمت ہے اخلاق فاضلہ کا نام حکمت ہے اور حکمت اس کو عطا ہوتی ہے جو مغلوب الغضب نہ ہو اور نفس کو ہر وقت قابو

میں رکھتا ہو اور وہ شخص کہ جس کو بات کہنے اور مخالف کی بات سننے اور نتیجہ سامنے رکھ کر کام کرنے کا طریقہ مل جاتا ہے وہ شخص حکمت تک پہنچ جاتا ہے جو امر آسان نہیں دشوار ہے۔

**فضیلت علم پر تیسری دلیل:-**

پھر اس میں تفکر کرنا چاہئے کہ اللہ پاک نے علم کا قلیل حصہ انسانوں کو دیا ہے اور اکثر حصہ اپنے پاس رکھا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا .

(پارہ ۱۵ رکوع ۹ سورہ بنی اسرائیل)

اس لئے کسی کو اپنے علم پر ناز و فخر کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے وَفَوْقَ كُلِّ

**ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ!**

اور پھر ساری دنیا و مافیہا کو قلیل فرمایا ہے قُلْ مَتَاعِ الدُّنْيَا قَلِيلٌ جس شئی کو اللہ پاک نے قلیل فرمایا ہے اور ہم اس کی کمیت تک نہیں پہنچ رہے ہیں تو جس شئی کو اللہ پاک نے کثیر فرمایا ہے اس شئی کی مقدار کو ہم کہاں سے پاسکیں گے (اور وہ حکمت ہے) جس کو کثیر فرمایا ہے۔

عقلی دلیل دنیا کی قلت اور ذلت پر اور حکمت کی کثرت پر یہ ہے کہ دنیا متناہی المقدار ہے متناہی العدد ہے متناہی المدت ہے اور علم کی مقدار کی انتہاء نہیں عدد اور مدت کی غایت نہیں ہے اور نہ ان سعادتوں کی انتہاء ہے جو علم و حکمت سے

حاصل ہوتی ہیں یہ سب علم کی شرافت و عظمت کے دلائل ہیں۔ رازی صفحہ ۱۷۰ جلد اول

**روح کیا ہے؟**

**فائدہ:** اوپر کی آیت میں روح کا ذکر چلا آ رہا ہے کہ جس کے متعلق

سوال کیا گیا تھا اس کو اللہ نے فرمایا۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ كَمَا لَوْ أَنَّ الرُّوحَ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا .

(سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ رکوع ۱۰ آیت ۸۵) اللہ کو ہے اور تم کو تو صرف تھوڑا علم دیا گیا ہے

روح کے بارے میں بقول امام رازیؒ کے ایک ہزار تک اقوال ملتے ہیں

علامہ ابن قیمؒ نے مستقل ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہی کتاب الروح ہے، روح مدار بدن اور مبدأ حیات ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے علماء اسلام نے فرمایا ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے جس کی شکل و صورت ہے، اور وہ صاحب روح کی شکل و صورت کے موافق ہوتی ہے۔

فلاسفہ کے نزدیک روح جو ہر مجرد ہے غیر مادی شئی ہے شاہ ولی اللہؒ نے

الطاف القدس اور حجۃ اللہ البالغہ اور تہہمات میں روح کی حقیقت پر کلام فرمایا ہے ارسطو فلسفی یونانی نے مستقلاً ایک رسالہ لکھا ہے شیخ ابو العباس احمد سرہسی نے کتاب النفس والروح رسالہ لکھا ہے امام غزالیؒ نے معارج القدس میں روح پر کلام کیا

ہے شیخ محی الدین ابن العربی نے بھی ایک رسالہ لکھا ہے اس کا نام بھی کتاب الروح ہے اسی نام کا ابن قیم کا رسالہ ہے، حافظ قاسم سہیلی اور علامہ شبیر احمد عثمانی نے عمدہ ابحاث فرمائی ہیں۔  
کذانی معارف السنن شرح ترمذی صفحہ ۴۲ جلد اول،

علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک عالم خلق ہے اور ایک عالم امر ہے عالم خلق نام ہے اس کا جو آنکھوں سے مشاہدہ ہوتا ہے اور جو غیر مشہود ہے وہ عالم امر ہے اور روح بھی عالم امر سے ہے (فیض الباری)  
اور بقول شاہ ولی اللہ کہ روح کی مثال ایسی ہے جیسی کہ گل میں خوشبو ہوتی ہے اور مزید فرمایا کہ اللہ پاک کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں ہے کہ روح کی حقیقت کوئی نہیں جانتا بلکہ یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک نے روح کا علم ہر کس و ناکس کو نہیں دیا خاص متعلقین روح کی حقیقت سے واقف ہیں اللہ پاک نے ان پر اس کی حقیقت کو منکشف کیا ہے اور یہ اللہ پاک کا ان پر خصوصی فضل و کرم ہے۔

حجة الله البالغة واللہ اعلم۔

فضیلت علم پر چوتھی دلیل :-

علم کی شرافت و کرامت کا مزید اعلان کرتے ہوئے خالق ارض و سموات مالک انس و جان نے فرمایا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ؟

## 20

امام رازی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اللہ پاک نے قرآن مقدس میں سات جگہ فرق کا اعلان فرمایا ہے یعنی یہی فرق سات جگہ ملحوظ ہے۔

(1) آیت مذکورہ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ؟

(2) قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ۔

(3) قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ۔

(4) أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ

(5) وَلَا الظُّلُّ وَلَا الْحَرُّ

(6) وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَالْأَمْوَاتُ

(7) امام رازی فرماتے ہیں کہ فرق بین الجنة و النار کا ذکر فرمایا

گیا اس کے علاوہ ارشاد پاک ہے وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ

**فائدہ:** آیت نمبر (1) جس میں فرمایا گیا ہے کہ آپ فرمادیتے تھے کہ کیا

عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں اس میں اوپر سے یہ مضمون چلا آ رہا ہے کہ بھلا وہ شخص جو اللہ کی تابعداری اور فرماں برداری کرے اللہ کی بندگی میں حاضر رہے راتوں کی گھڑیوں میں کبھی سجدہ کی حالت میں اور کبھی قیام کی حالت میں ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور رحمت کا امیدوار ہو آپ ﷺ فرمادیتے تھے کہ کیا عالم وغیر عالم برابر ہیں اور نصیحت عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔

**عبرت:** یہاں اس آیت میں عالم کا اطلاق مقتضی علم پر عمل کرنے والے راتوں کو شب بیداری کرنے والے سجدہ و قیام اور رکوع میں رات گزارنے والے پر فرمایا گیا ہے اور جو علم کے باوجود مقتضیات علم پر عمل نہ کرے راتوں کو علم کا حق ادا نہ کرے فسق و فجور میں مبتلا ہو وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتا ہے اس آیت سے جہاں علم کی فضیلت نکلتی ہے وہیں اس سے عالم باعمل اور عالم بے عمل کا فرق بھی واضح ہو جاتا ہے، پھر جس طرح عالم جاہل کے درمیان فرق کیا ہے ایسے ہی بقول امام رازیؒ کے دوسری اشیاء کے درمیان بھی فرق کیا ہے جیسے خبیث و طیب یعنی حلال و حرام کے مابین یعنی ردی اور عمدہ شئی برابر نہیں ہو سکتی ہیں، یہ بھی حکم عام ہے جملہ اشیاء کے اندر جاری ہوتا ہے اللہ رب العزت کے یہاں بھی اور انسانوں کے نزدیک بھی۔

### فائدہ:- (2)

اس جگہ خبیث و طیب کی تفسیر میں چند باتیں لکھی گئی ہیں (1) خبیث سے مراد کفار ہیں (2) طیب سے مراد مؤمنین ہیں (3) خبیث سے مراد حرام ہے طیب سے مراد حلال ہے۔  
روح المعانی صفحہ ۳۷ جلد ۱۲

ایک شخص نے فخر دو عالم ﷺ سے معلوم کیا کہ میری تجارت شراب کی ہے اس میں سے میں نے بہت سامال کمایا تھا اگر میں اس کو اللہ کی طاعت میں خرچ کروں تو کیا مجھے فائدہ ہوگا فرمایا کہ اگر حج و جہاد میں سب کا سب مال بھی خرچ

## 21

کردے تب بھی مجھ کے پر کے برابر بھی فائدہ نہ ہوگا اس کے بعد آخری آیت میں تقویٰ و پرہیزگاری کا حکم فرمایا ہے فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ۔

**فائدہ آیت (3):** - قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ لِعَنِي جُو شخص اللہ کی عبادت اور اس کے حقوق سے غیر واقف ہے اور وہ شخص جو حقوق اللہ وغیرہ سے واقف ہے دونوں عند اللہ کیسے برابر ہو جائیں گے یہ تفسیر حضرت امام مجاہدؒ سے منقول ہے اور بعض نے کہا ہے کہ الاعمی سے مراد باطل و غافل ہے اور ثانی سے مراد معبود حقیقی حق جل مجدہ ہیں۔

**فائدہ آیت (4):** - أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ، اس آیت میں ظلمات سے مراد کفر کی تاریکیاں ہیں اور نور سے مراد ایمان و توحید کا نور ہے اور ظلمات صیغہ جمع کے ساتھ کفر کی کثرت کی وجہ سے لائے ہیں کیونکہ کفار کا کفر علیحدہ ہے نصاریٰ کا علیحدہ ہے مجوس کا علیحدہ ہے مگر اس کے باوجود سب کے سب کفر کی ملت واحدہ ہیں۔

**فائدہ آیت (5):** - وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ اس جگہ ظل یعنی سایہ سے مراد ثواب ہے اور حرور سے مراد عقاب ہے (2) ظل سے مراد جنت اور حرور سے مراد نار یعنی جہنم ہے، حرور، حر سے فاعول کے وزن پر شدت حرارت کے معنی میں ہے۔  
روح المعانی صفحہ ۱۸۶ جلد ۱۲۔

**فائدہ آیت (6):** - وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَالْأَمْوَاتُ ، یعنی وہ

لوگ جو بعثت کے بعد ایمان میں داخل ہو گئے اور وہ کافر جو اپنے کفر پر رہے اور مزید تکبر و عناد میں مبتلا ہوئے دونوں برابر نہیں، بعض علماء نے فرمایا کہ احیاء سے علماء اور اموات سے جہلاء مراد ہیں۔

**مسئلہ سماع موتی:-**

**فائدہ: آیت (7):** - مذکورہ آیتوں کے بعد ارشاد عالی ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ وَمَا أَنَّكَ اللَّهُ پاك جس کو چاہتے ہیں سنادیتے  
بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ، ہیں اور آپ قبر والوں کو سنا نہیں سکتے  
(سورہ فاطر پارہ ۲۲ رکوع ۱۵ آیت ۲۲)

سماع موتی کا مسئلہ بہت اہم ہے، تفصیل کا یہ موقع نہیں مگر علامہ سیوطی کے اشعار ضرور یاد کر لیجئے انشاء اللہ بہت کام دینگے، اشعار یہ ہیں:

سماع موتی کلام الخلق قاطبہ

قد صحت لنا الآثار فيه بالكتب

وآية النفي معناها سماع هدى

لا يسمعون ولا يصغون للأدب

یعنی مُردوں کا مخلوق کے کلام کو سنا آٹار کتاب اللہ و سنت سے ثابت ہے

## 22

اور جس آیت میں نفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہدایت کا سننا اب ان کے لئے بند ہو چکا ہے۔

**لہذا اب وہ نہیں سنتے ہیں اور نہ مانتے ہیں اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ**  
آیت میں نفی اس بات کی ہے کہ تم سنا نہیں سکتے اپنی قوت و طاقت سے تم اس پر  
قادر نہیں ہو کہ تم انکو سناؤ ہاں اللہ پاک ان کو سنادیں یہ اور بات ہے مُردے سنتے  
ہیں اس لئے قبرستان میں مُردوں کو سلام کرنے کا حکم آیا ہے، یہاں تک کہ آیا ہے  
کہ مُردے چلنے والوں کے چپلوں کی آواز بھی سنتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں  
ہے کہ وہ زندوں کا کام بھی بناتے ہیں ایسا عقیدہ رکھنا اور اس غرض سے مزارات  
پر جانا اور ان سے فریادیں کرنا اور ان سے اپنی مشکلات کا حل چاہنا شرک و  
بدعت ہے مؤمن کا کام یہ ہے کہ ہر حال میں ہر مشکل و پریشانی میں ہر راحت  
و خوشی میں صرف اللہ پاک ہی کو پکارے اور انہیں سے مدد مانگے ارشاد باری تعالیٰ  
ہے وَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

نافع و ضار جزاء اللہ نہیں ہے کوئی

مؤمن ہو کے پھر شرک سے تھکوا کیا کام

**دلیل (5):** علم کی شرافت و کرامت پر امام رازیؒ نے صفحہ ۷۹ پر

آیت مبارکہ

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ یعنی اللہ کی اور ان کے رسول کی اور ذمہ  
داروں کی اطاعت و فرماں برداری کرو  
وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ

سے بھی استدلال فرمایا ہے، یہاں اس جگہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے  
بعد تیسرے نمبر پر علماء کرام کی اطاعت کا حکم فرمایا گیا اس جگہ اولی الامر کے  
مصدق کے بارے میں دو قول ہیں (1) ملوک و سلاطین (2) علماء کرام اور یہی  
قول راجح ہے کیونکہ ملوک پر بھی علماء کی اطاعت لازم ہے پھر اس رتبہ عظیم کو بھی  
دیکھئے کہ اللہ رب العزت نے اہل علم کو دو جگہوں میں مرتبہ ثانیہ میں ذکر فرما کر  
مزید شرافت عطا فرمائی ہے۔

(1) شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ یعنی اللہ پاک خود اس بات پر گواہ ہیں  
وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ کہ اللہ کے علاوہ دوسرا کوئی معبود برحق  
قَاتِمًا بِالْقِسْطِ . نہیں اور فرشتے و علماء بھی اس پر گواہ ہیں

(سورہ ال عمران پارہ ۳ رکوع ۱۰ آیت ۱۸)

یہاں اللہ پاک نے فرشتوں کے بعد علماء کا تذکرہ فرمایا ہے جو کتنی عظیم

فضیلت ہے۔

## 23

**فائدہ:** یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب نصاریٰ نجران نے آپ  
ﷺ کے ساتھ مدینہ تشریف آوری پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُلُوہیت اور ان  
کے بارے میں محاجہ اور مناظرہ کیا تھا اور وہ دلائل حقہ کے سامنے مغلوب اور لاجوا  
ب ہو گئے مگر پھر بھی حق کو قبول و تسلیم نہیں کیا یہ انکی خباثت تھی اگرچہ یہاں  
أُولُو الْعِلْمِ سے مراد انبیاء، مہاجرین و انصار ہیں مگر جملہ علماء حقانین بھی اس میں  
شامل ہیں۔

(2) راسخین فی العلم اور ان کی علامات :-

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ یعنی تشابہات قرآنی کے معنی سوائے  
وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ اللہ عزوجل اور راسخین فی العلم کے دوسرا  
(سورہ ال عمران پارہ ۳ رکوع ۹ آیت نہیں جانتا۔

(۷)

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد راسخون فی العلم کا نام لیکر ان کی شرافت و بزرگی  
پر مہر لگا دی ہے اس جگہ راسخون فی العلم پر اگر وقف کیا جائے تب یہ کلام ہے۔  
راسخین فی العلم سے وہ لوگ مراد ہیں جو علم و عمل میں ثابت قدم ہیں اور  
ان کے قدم پھسلتے نہیں ہیں جہاں اور لوگوں کے قدم ڈگمگاتے ہیں لرز جاتے  
ہیں، راسخین کی علامات حدیث میں بتائی گئی ہیں، من صدق حدیثہ وبر  
فی یمینہ وعف فرجہ و بطنہ فذالك الراسخون فی العلم اللهم

اجعلنی منهم برحمتک یا ارحم الراحمین - (معارف القرآن ادیبی)

یعنی وہ آدمی جو بات میں سچا ہو، عمل صالح میں پکا ہو، غلط قسم کبھی نہ کھاتا ہو، عفت کاملہ در فرج و لطن اس کو حاصل ہو تو یہ سب راسخون فی العلم میں داخل ہیں، رسوخ، کے معنی ہیں کمال اور پختگی قیل الراسخ فی العلم من وجد فی علمه اربع اشياء التقوى بينه وبين الله والتواضع بينه وبين الخلق والزهد بينه وبين الدنيا والمجاهدة بينه وبين نفسه

کذا فی البغوی صفحہ ۱۲۸ جلد اول۔

اور کہا گیا ہے راسخ فی العلم وہ ہے جس میں چار خصوصیات ہوں (1) تقویٰ و پرہیزگاری (2) تواضع (3) زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی (4) مجاہدہ بہر حال اس آیت میں اللہ پاک نے علماء کو دوسرے نمبر پر ذکر فرمایا ہے۔

ایک جگہ اور ہے جہاں اللہ عزوجل نے علماء کو مرتبہ ثانیہ میں ذکر فرماتے ہیں قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَأَبِي فَمَادُبَّجَى اللَّهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ وَيُنَاكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِثْلُ مَا بَيْنَ يَدَيْكُمْ وَإِذَا تَلَيْتَ الْكِتَابَ

(سورہ ابراہیم پارہ ۱۳ رکوع ۱۲ آیت ۲۳) کتاب کا علم ہے۔

یہاں اہل علم کی شان کتنی بلند فرمائی ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے بعد گواہ بنائے جانے میں دوسرے مرتبہ پر فائز کیا گیا ہے۔

## 24

رفعت اہل علم:-

علم کی شرافت و بزرگی کا بیان و اظہار کرتے ہوئے رب العزت والجلال مزید ارشاد فرماتے ہیں:

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ اللَّهُ يَرْفَعُ الْوَالِدِينَ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ

(سورہ حشر پارہ ۲۸ رکوع ۲ آیت ۱۱) فرماتے ہیں۔

حضرت امام رازی فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ اللہ رب العزت والجلال نے چار اصناف کے درجات کا تذکرہ فرمایا ہے:

(1) ان مؤمنین کے لئے جو اہل بدر میں سے ہیں فرماتے ہیں:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ!

یہاں تک کہ فرمایا:

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ

سورہ انفال پارہ ۹۔

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۚ

اس آیت مبارکہ میں رحمن تعالیٰ نے ایک مخصوص قوم کے مخصوص اوصاف

کی بنا پر مدح سرائی کی ہے، کہ حقیقت میں اہل ایمان ایسے لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، اللہ پاک نے اہل بدر کو جملہ ایمان والوں پر فضیلت دی ہے پھر علماء کرام کو جملہ اصناف پر بدر جہا فضیلت دی ہے لہذا علماء کرام افضل الناس ہیں مگر یہ علماء آخرت کے فضائل ہیں جو علم و عمل اخلاص اور دیانت کے پیکر ہوں۔

اللهم اجعلنی منهم!!!

**نیز** فرمایا اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ بس اللہ پاک سے علماء ہی خشیت رکھتے ہیں۔

بقول علامہ شبیر احمد عثمانی کے کہ علم کا سیماء خشیت ہے جس عالم کے اندر وصف خشیت نہیں ہے اس کو حقیقی علم نصیب نہیں ہوا ہے چاہے علامہ زماں اور حضرت جی کا عنوان اختیار کر لے۔

علم کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ اہل علم کو حلال و حرام کا امتیاز نصیب کرتا ہے اور عالم اپنے علم کی ضیاء میں اللہ پاک سے ڈر ڈر کر قدم رکھتا ہے، یہی وہ علم تھا جس کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر فرمایا کرتے تھے کاش میں کوئی پرندہ ہوتا جس سے حساب و کتاب نہ ہوتا یہی وہ علم تھا کہ اکابر اولیاء روتے روتے بے ہوش ہو جاتے تھے راتوں راتوں روتے رہتے تھے یہی وہ علم تھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ راتوں کو بیدار رہتے تھے اور رویا کرتے تھے اتنا روتے تھے کہ پڑوسیوں کو ترس

## 25

آنے لگتا تھا جن کے قلوب میں اللہ تعالیٰ سے خشیت و محبت و وصل و معرفت نسبت کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے ان کی کیفیت ہی عجیب ہو جاتی ہے تلاوت، آیات ربانی سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اپنے رب پر ان کو کامل بھروسہ و توکل ہوتا ہے نماز قائم کرتے ہیں راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں یہی تو حقیقت میں ایمان والے ہیں اور ان کے لئے جنت میں بڑے بڑے درجات ہونگے ان کے لئے بخشش اور رزق کریم ہوگا، اگرچہ امام رازی نے اس آیت پاک کو اس جگہ اہل بدر کے لئے خاص قرار دیا ہے مگر دوسرے مفسرین کے نزدیک عام ہے جو یہ اوصاف پیدا کرے گا وہ ان وعدوں کا مستحق بن جائے گا اللهم اجعلنی و ذریعتی منهم

(2) مجاہدین کے لئے درجات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا - سورہ نساء پارہ ۴

اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے اوپر سے مجاہدین کے فضائل ذکر فرماتے ہوئے اخیر میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھنے والوں پر یعنی جہاد نہ کرنے والوں پر اجر عظیم دیکر فضیلت دی ہے۔ (3) صالحین اور نیک لوگوں کے لئے درجات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْغُلَىٰ - سورہ طہ پارہ ۱۶ رکوع ۱۲ آیت ۷۵

یعنی جو شخص ایمان و اعمال صالحہ کو لیکر اللہ کے پاس آئے گا تو عند اللہ اس کے لئے بلند درجات ہونگے۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ بلند درجات نیک اعمال کرنے والوں کے لئے

ہونگے اور علم سے نیک عمل ہی مقصود ہے ورنہ علم بلا عمل حجت وبال بن جائے گا۔

علماء کے اوصاف :-

حضرت امام رازیؒ مزید ایک جگہ پر لکھتے ہیں کہ خداوند قدوس نے علماء کے پانچ اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

(1) ایمان کامل رکھتے ہیں الراسخونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ یعنی جو علم میں راسخ و مستحکم ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں (جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے ہم اس سب کو دل و جان سے مانتے ہیں۔

(2) توحید و شہادت ارشاد ربانی ہے: یعنی علماء حقانین توحید و شہادت میں بہت مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں ان کو توحید کا حقیقی ذوق حاصل ہوتا ہے۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ . میں اسی کا بیان ہے۔

(3) بکاء یعنی اللہ پاک کی یاد میں اور ان کے خوف سے کثرت سے روتے رہتے ہیں: وَيَخْشَوْنَ لِلْذُّقَانِ يَبْكُونَ . میں اسی کا بیان ہے۔

(4) خشوع و خضوع کرتے ہیں یعنی ان کا دل اللہ کی محبت و عشق میں لگ کر پکھل جاتا ہے اور وہ بہت نرم اور متواضع ہو جاتے ہیں:

## 26

إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا إِذَا تُلِيٰ عَلَيْهِمْ يَخْرُؤْنَ لِلَّذِقَانِ سُجَّدًا وَيَقُولُونَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا إِنَّ كٰنَ وَعَدْرَبِنَا لَمَفْعُوْلًا وَيَخْرُؤْنَ لِلَّذِقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوْعًا .

سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ رکوع ۱۲ آیت ۱۰۹

یہ ہیں علماء کے حقیقی اوصاف پہلے اکابرین اور علماء میں یہ اوصاف پائے جاتے تھے ان کے چہروں سے علم تقویٰ کے آثار نظر آتے تھے اور آج جب کہ علم کا دور دورہ ہے اور علم کے پڑھنے پڑھانے والے بھی کثیر ہیں مگر یہ اوصاف نظر نہیں آتے الا ماشاء اللہ۔

(5) خشیت فرماتے ہیں إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ

اللَّهُ عَزِيزٌ غَفُوْرٌ یعنی اللہ پاک سے حقیقت میں ڈرنے والے علماء ہی ہیں اس آیت پاک میں زبردست تشبیہ ہے کہ علم سے مقصود اللہ پاک کا خوف ہے اور خوف و خشیت باری تعالیٰ عز اسمہ ہی علم و حکمت کا اصل سرچشمہ ہے جیسا کہ ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللَّهِ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جس دن میں اللہ پاک سے ڈرتا ہوں تو میں اپنے اندر حکمت کے چشمے جاری پاتا ہوں اس زمانہ میں علم کی تو کثرت ہے مگر اہل علم سے اللہ کا خوف اور خشیت نکلتا جا رہا ہے اور جرأت بڑھتی جا رہی ہے۔

احادیث شریفہ و آثار:-

علم کی بزرگی اس کی شرافت پر آیات کریمہ کے بعد احادیث شریفہ اور آثار و اقوال پیش کئے جاتے ہیں:

حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں کو دیکھنا چاہے جو جہنم سے آزاد ہیں تو وہ طالب علموں کو دیکھ لے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو طالب علم طلب علم کے لئے کسی عالم کے دروازہ کا چکر لگاتا ہے تو اللہ پاک اس کے ہر قدم پر ایک نیکی لکھتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک شہر تیار ہوتا ہے وہ زمین پر چلتا ہے تو زمین خود اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتی ہے وہ صبح شام کرتا ہے اس حال میں کہ وہ بخشا ہوا ہے ملائکہ اس کے لئے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنم سے آزاد ہے۔ (تفسیر رازی صفحہ ۱۸۰)

(2) حضرت انس بن مالکؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص طلب علم کے لئے نکلا لیکن اللہ کے لئے نہیں بلکہ دوسری نیت کے ساتھ نکلے تب بھی ایک دن اس کو اچھی توفیق ہو جاتی ہے اور وہ علم اللہ کے لئے ہو جائے گا اور جو شروع ہی سے اللہ کی رضا کا قصد کرتا ہے وہ صائم النهار قائم اللیل کے برابر ہے اور علم صحیح کا ایک باب سیکھنا اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ جبل ابوقیس اس کے لئے سونے کا بن جائے اور وہ اس کو راہ خدا میں خرچ کرے۔

## 27

(3) حضرت حسنؓ نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جس شخص کو علم طلب کرتے ہوئے موت آجائے جس کا مقصد اسلام کی خدمت کرنا تھا تو اس کے درمیان اور حضرات انبیاء کے درمیان جنت میں فقط ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

(4) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن اپنے تمام بندوں کو زندہ جمع فرمائے گا اور پھر ان میں سے علماء کو ممتاز کرے گا کہ اے علماء کی جماعت کیا میں نے اپنا نور تمہارے اندر نہیں رکھا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ میں تم کو عذاب نہیں دوں گا لہذا تم جنت میں چلے جاؤ کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

(5) نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص لوگوں کو علم دین سکھاتا ہے جب وہ مرجاتا ہے تو آسمان کے پرندے اور زمین کے جانور بھی اس کے فراق میں روتے ہیں اور سمندر کی مچھلیاں بھی جو اس کے لئے دعاء مغفرت کیا کرتی تھیں روتی ہیں۔

(6) حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص نے کسی عالم حقانی کے پیچھے نماز پڑھی تو گویا اس نے کسی نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔

(7) حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ عالم حقانی کی فضیلت عابد سے ستر درجہ زائد ہے اور ہر درجہ کی مسافت ایک تیز رفتار گھوڑے کے ستر سال دوڑنے کے برابر ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب شیطان کوئی بدعت

نکالتا ہے تو عالم اس کو زائل کر دیتا ہے۔ (تفسیر رازی صفحہ ۱۸۰ جلد اول)

(8) حضرت حسنؑ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما عرض کیا گیا آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ فرمایا جو میری سنتوں کو زندہ کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے ہیں۔

(9) **نیـ** مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم طلب کرنے کی غرض سے نکلتا کہ اس کے ذریعہ باطل کا ابطال کرے اور حق کا اثبات کرے تو اس کا یہ عمل چالیس برس کی عبادت سے بہتر و افضل ہوگا۔

(10) آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ اے علی تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت نصیب ہوگی تو یہ ان تمام اشیاء سے افضل ہے جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔

(11) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم طلب کرنے کے لئے چلا ہو کہ لوگوں کو حق سمجھائے مقصد صرف رضاء الہی کا حصول ہو تو اس کو اللہ پاک ستر ہزار انبیاء کا ثواب مرحمت فرمائیں گے۔

(12) عامر الجعفی کی روایت ہے کہ طالب علم کی روشنائی اور شہید کا خون لایا جائے گا مگر ایک دوسرے پر نہیں بڑھے گا اور ایک روایت میں ہے کہ علماء کی روشنائی بڑھ جائے گی جس سے وہ لکھا کرتے تھے۔

## 28

(13) واقعہ لیش کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے اور لوگ آپ ﷺ کے قریب قریب تھے تین آدمی آئے ایک نے درمیان میں خالی جگہ دیکھی وہاں بیٹھ گیا دوسرا آدمی پیچھے ہی بیٹھ گیا اور تیسرا لوٹ گیا جب نبی پاک ﷺ اپنے کلام سے فارغ ہوئے تو فرمایا ان تین اشخاص کے بارے میں کیا میں تم کو خبر نہ دوں کہ ایک آدمی اس نے اللہ پاک کے پاس جگہ حاصل کرنی چاہی اللہ پاک نے اس کو جگہ نصیب فرمائی، دوسرے نے اللہ پاک سے حیا کی اللہ نے اس سے حیا فرمائی، تیسرے نے اعراض کیا اللہ پاک نے بھی اعراض کر لیا۔

(14) ارشاد نبوی ہے مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ

اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ . (مشکوٰۃ شریف)

یعنی جو شخص طلب علم میں سفر کرتا ہے اللہ پاک اس کے لئے جنت کا سفر

آسان کر دیں گے۔

(15) فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ عَلِيٍّ أَدْنَاكُمْ .

عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ مجھے (نبی کریم ﷺ کو)

تمہارے ادنیٰ آدمی پر فضیلت حاصل ہے۔

(16) حضرت ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی

وفات سے قبل ہمارے سامنے ایسی تقریر فرمائی جو نہایت بلیغ تھی اس میں ارشاد فرمایا

مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَتَوَاضَعَ لِلْعِلْمِ وَعَلَّمَهُ عِبَادَ اللَّهِ يُرِيدُ مَا عِنْدَ اللَّهِ كَمْ مَنْ

فِي الْجَنَّةِ أَفْضَلُ ثَوَابًا مِنْهُ وَلَا أَعْظَمُ مَنْزِلَةً وَلَا دَرَجَةً رَفِيعَةً نَفِيسَةً  
إِلَّا كَانَ فِيهَا أَوْفَرَ النَّصِيبِ وَأَشْرَفَ الْمَنَازِلِ . (تفسیر رازی صفحہ ۱۹۸)

ترجمہ:

جو شخص علم شریعت سیکھے اور تواضع کے ساتھ سیکھے اور اللہ کے بندوں کو سکھائے اخلاص کے ساتھ اجر و ثواب کی امید میں توجہ میں کوئی اس سے افضل ثواب کے اعتبار سے نہ ہوگا اور نہ کوئی اس سے بڑھ کر مقام و منزلہ پر فائز ہوگا۔

(17) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک علماء سے فرمائیں گے کہ میں نے اپنا علم خاص تمہارے اندر رکھا ہے تاکہ تم کو عذاب نہ دوں لہذا جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(18) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سونے کے مناہر رکھے جائیں گے ان پر چاندی کے قبے ہونگے پھر کوئی اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ کہاں ہیں وہ حضرات جنہوں نے امت محمدیہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کو علم سکھایا تھا اللہ کی خوشنودی کے واسطے ان ممبروں پر تشریف رکھو آج ان پر کوئی خوف نہیں ہے حتیٰ کہ جنت میں داخل مل جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ امت محمدیہ میں علماء حکماء ہونگے فقہ کے اعتبار سے گویا کہ وہ انبیاء ہیں رزق یسیر پر قناعت کریں گے لا الہ الا اللہ کی بدولت جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

## 29

فیروز ارشاد ہے مَنْ إِغْبَرَّتْ قَدَّمَ مَاهُ فِی طَلْبِ الْعِلْمِ حَرَمَهُ اللَّهُ  
حَرَّهُ عَلَى النَّارِ .

یعنی جس کے پاؤں علم شریعت کی طلب میں غبار آلود ہوں گے تو اللہ پاک ان کے جسم کو جہنم پر حرام کر دیں گے اور فرشتے اس کے لئے استغفار کریں گے اگر طلب علم کی حالت میں مرجائے گا تو شہید مرے گا گویا کہ اس کی قبر رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ ہے اس کے لئے قبر میں تاحدنگاہ فراخی کر دی جائے گی اور اس کی قبر کے آس پاس چالیس قبریں اس کی برکت سے منور ہو جائیں گی اور عالم کا سونا عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اس کا مذاکرہ تسبیح ہے اور اس کا نفس صدقہ ہے اور اس کا ہر وہ قطرہ جو خشیت الہی میں اس کی آنکھ سے نکلتا ہے جہنم کی آگ بجھانے کے لئے کافی ہے۔

جس شخص نے عالم کی توہین کی اس نے نبی کی توہین کی اور جس نے نبی کی توہین کی تو اس نے جبرئیل کی توہین کی اور جس نے جبرئیل کی اہانت کی تو اس نے اللہ پاک کی توہین کی اور جس نے رب تعالیٰ کی توہین کی تو اللہ رب العزت اس کی ایسی توہین کریگا کہ کوئی عزت دینے والا نہ ہوگا جیسا کہ ارشادِ بانی ہے وَمَنْ

يُهِنِ اللَّهَ فَمَالَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ . (تفسیر رازی)



## اقوال متفرقہ :-

(1) استاذ عالم طالب علم پر ماں باپ سے زائد محسن ہے اس لئے کہ ماں باپ تو دنیا کی نار سے تحفظ کرتے ہیں، اور عالم استاذ اس کو آخرت کی آگ سے بچانے کی کوشش کرتا ہے وہاں کے شدائد سے حفاظت کرتا ہے۔

(2) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے اتنا علم کیسے پایا فرمایا کہ **بلسان سوؤل** یعنی سوال کرنے والی زبان سے و بقلب عقول اور سمجھنے والے دل سے۔

(3) بعض حضرات نے فرمایا کہ بے وقوف بنکر سوال کرو اور عقلمندوں کی طرح محفوظ کر لو۔

(4) حضرت مصعب بن زبیرؓ نے اپنے صاحبزادے کو فرمایا کہ بیٹا علم حاصل کرو کیونکہ اگر تمہارے پاس مال ہو تو یہ علم تمہارے لئے جمال و زینت ہوگا وراگر مال نہیں ہے تو علم ہی تمہارے لئے مال ہوگا۔

(5) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ علم کی بات سے خاموش رہنے میں کوئی خیر و بھلائی کی بات نہیں ہے جیسے کہ جہالت کی بات میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے۔

## 30

## علماء کی قسمیں :-

بعض محققین نے فرمایا کہ عالم کی تین قسمیں ہیں:

(1) **عَالِمٌ بِاللَّهِ، غَيْرُ عَالِمٍ بِأَمْرِ اللَّهِ**

(2) **عَالِمٌ بِأَمْرِ اللَّهِ غَيْرُ عَالِمٍ بِاللَّهِ**

(3) **عَالِمٌ بِأَمْرِ اللَّهِ وَعَالِمٌ بِاللَّهِ**

اول وہ آدمی جس نے اللہ پاک کی عبادت کی اور معرفت الہیہ اس کے قلب پر اس قدر غلبہ و استیلاء کر گئی کہ وہ ہمہ وقت جلال کے نور کے مشاہدہ میں رہتا ہے اور کبریائی حق و عظمت ربانیہ سے متجلی ہو گیا کہ اب اس کو احکام، فروع، جزئیات کے تعلم کی فرصت و موقع نہیں ہے ہاں مگر جو ضروری ہے اس کو جانتا ہے۔

(2) دوسرے نمبر پر وہ عالم ہے جو امر الہی حکم خداوندی کا ماہر ہے حلال و حرام سے واقف ہے احکام کے حقائق و رموز سے آگاہ ہے مگر اللہ کی معرفت سے محروم ہے جلال و جمال کے اسرار سے غیر واقف ہے۔

(3) تیسرے عالم باللہ اور عالم بامر اللہ ہے وہ عالم ہے کہ وہ عالم معقولات اور عالم محسوسات کے مابین حد مشترک پر فائز ہے کبھی وہ اللہ کے ساتھ محبت و معرفت کے ذریعہ لگ جاتا ہے اور کبھی مخلوق پر شفقت و کرم میں لگ جاتا ہے جب اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے تو ذکر و فکر کی کیفیات سے سرور پاتا ہے اس وقت مخلوق سے بالکل بر طرف گویا ان کے ساتھ کوئی واسطہ ہی نہیں

رکھتا ہے اور جب مخلوق کے ساتھ لگ جاتا ہے تو ان پر پورا متوجہ ہو جاتا ہے مگر وہاں بھی خالق تعالیٰ کی مرضی پیش نظر رکھتا ہے یہی مرسلین و صدیقین کا طریقہ ہے اور یہی مراد ہے جس نے کہا ہے سَلِّ الْعُلَمَاءُ وَخَالِطِ الْحُكَمَاءَ وَجَالِسِ الْكُتُبَاءَ۔ یعنی جو عالم حقانی ہو ان سے مانگ، سوال کر، اور حکمت والوں کے پاس جا اور بڑے لوگوں کے پاس بیٹھ۔

علاماتِ علماء:-

حضرت شقیق بلخی نے ہر ایک کی ان میں سے تین تین علامتیں بتائی ہیں:

(1) یعنی جو عالم بامر اللہ ہے اس کی تین قسمیں ہیں:

(1) وہ صرف زبان سے ذکر کرتا ہے نہ کہ قلب سے۔

(2) وہ خائف من الناس ہے نہ کہ خائف من اللہ ہے۔

(3) لوگوں کی شرم کرتا ہے نہ کہ اللہ پاک کی۔

(2) دوسرے جو عالم باللہ ہے وہ ذکر بالقلب ہوتا ہے خائف من اللہ

ہوتا ہے اور اللہ سے شرم کرتا ہے صرف ظاہر میں نہیں بلکہ باطن میں بھی اللہ پاک کے ساتھ ہے یعنی اللہ سے اس کا تعلق قلب سے ہے۔

(3) تیسرے جو عالم باللہ عاشق رب عارف ذات بھی ہے اور احکام

شرع کا ماہر بھی ایک طرف جام شریعت اور دوسری طرف سندان عشق رکھتا ہے

یعنی وہ ان جملہ خصائص کا جو دونوں میں مذکور ہوئی ہیں حامل ہے یعنی اس میں وہ

## 31

تمام خصوصیتیں ہیں جو صرف عالم باللہ یا صرف عالم بامر اللہ میں ہیں، اور یہی حقیقتاً معلم و مربی ہے پہلے والے دونوں فریق اس ثالث کے محتاج ہیں اور یہ دونوں سے مستغنی ہوتا ہے۔

اس کی مثال جو صرف عارف ہے چاند جیسی ہے جو کبھی مکمل ہوتا ہے کبھی ناقص رہ جاتا ہے۔

اور دوسرے کی مثال جو عالم بامر اللہ ہے چراغ جیسی ہے خود جلتا ہے اور دوسروں کو روشن کرتا ہے۔

اور ثالث کی مثال جو عارف باللہ بامر اللہ ہے سورج جیسی ہے کہ نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی پورے عالم کو روشن کرتا ہے نسبت ظاہری و باطنی کا مجمع البحرین سنت، شریعت و طریقت کا سنگم ہے ہمارے اکابر و اسلاف ایسے ہی تھے۔

علم غذا قلب ہے:-

شیخ فتح مصلیٰ نے فرمایا کہ بیمار آدمی جب اس کا کھانا پینا بند ہو جائے تو مرجائے گا ایسے ہی قلب ہے اس کی بھی غذا ہے اور وہ غذا علم و فکر ہے یہ غذا جب قلب کو نہ پہنچے گی تو حکمت سے جدا ہے گا اس کی موت آجائے گی۔

حضرت شقیق بلخی نے فرمایا کہ جب لوگ میری مجلس سے اٹھتے ہیں تو تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(1) کافر محض (2) منافق محض (3) مؤمن محض۔

کیونکہ قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتا ہوں اور اس کے مقدس رسول ﷺ کی باتیں بیان کرتا ہوں جو تصدیق نہ کرے وہ محض کافر ہے اور جس کا دل تنگ ہو جائے وہ منافق ہے اور جو کئے پر نادم ہو آئندہ کے لئے عازم ہو تو بہ کرے وہ مؤمن خالص ہے، انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ نوم تین قسم پر ہے جن کو اللہ پاک ناپسندیدگی اور ناراضگی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور تین قسم کا ہنسنا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے۔

### اقسامِ نوم

(1) فجر کے بعد سونا (2) عشاء سے قبل سونا (3) نماز میں سونا۔

### اقسامِ ضحک

(1) جنازہ کے پیچھے ہنسنا (2) قبرستان میں ہنسنا (3) ذکر کی مجلس میں ہنسنا۔

### مثالِ علمِ بارش سے :-

بعض علماء کرام نے اللہ پاک کے ارشاد **فَاَحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا** کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہاں سیل سے مراد علم لیا گیا ہے اللہ پاک نے علم کو بارش کے ساتھ پانچ وجوہات سے تشبیہ دی ہے (1) بارش آسمان سے نازل ہوتی ہے ایسے ہی علم آسمان سے اترتا ہے، (2) جس طرح زمین کی اصلاح بارش کے پانی سے ہوتی ہے ایسے ہی مخلوق کی اصلاح علم کے ساتھ متعلق ہے۔

## 32

(3) جیسے کھیتی اور نباتات بغیر باراں کے وجود میں نہیں آتی اسی طرح اعمال صالحہ و طاعات بغیر علم کے وجود میں نہیں آتے۔ (4) جس طرح بارش رعد و برق کی فرغ ہے اسی طرح علم وعدہ و وعید کی فرغ ہے یعنی مبشرات اور عذابات کی۔

(5) جس طرح بارش نافع و ضار دونوں ہوتی ہے ایسے ہی علم نفع و ضرر دونوں کے پہلو رکھتا ہے جو عمل کرے گا اسکے لئے نافع ہے اور جو عمل سے بھاگے گا اس کے لئے ضار ہے۔ کتنے مذکر باللہ ہیں جو خود خدا تعالیٰ کو بھولے ہوئے ہیں اور کتنے دوسروں کو اللہ سے ڈرانے والے ہیں؟ مگر خود احکامات ربانیہ کے خلاف جرأت سے اقدام کرتے ہیں کتنے ہیں جو دوسروں کو اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں، مگر خود اللہ سے بھاگ رہے ہیں کتنے ہیں جو دوسروں کو اللہ سے قریب کر رہے ہیں مگر خود باری تعالیٰ عز اسمہ سے دور ہو جاتے ہیں کتنے ہیں جو اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں مگر خود اللہ کی آیات سے دور ہیں۔ تفسیر رازی ص ۱۸۴ ج ۱۷

**بستانِ عالم :-**

دنیا ایک باغ ہے جس کو پانچ اشیاء سے مزین کیا گیا ہے۔

(1) علماء کے علم سے۔ (2) امراء کے عدل سے۔ (3) عباد و زہاد کی عبادت و زہد سے۔ (4) تجار (تاجروں) کی تجارت سے۔ (5) محترفین (حرفت و صنعت) کرنے والوں کے پیشوں سے۔

لعین ابلیس آیا وہ بھی پانچ اشیاء لایا اور ان کو ان میں سے ہر ایک کے پہلو

میں کھڑا کر گیا۔

- (1) ابلیس آیا حسد کو لایا اور اس کو علم کے پہلو میں کھڑا کر گیا۔
- (2) ابلیس آیا ظلم ساتھ لایا اور عدل کے پہلو میں چھوڑ گیا۔
- (3) ابلیس آیا ریاء کو لایا اور اس کو عبادت کے پہلو میں کھڑا کر گیا۔
- (4) ابلیس آیا خیانت لایا اور امانت کے پہلو میں رکھ گیا۔
- (5) ابلیس آیا غش، دھوکہ، بدخواہی یعنی کھوٹ لایا اور اس کو نصیحت و خیر خواہی ہمدردی کے برابر میں چھوڑ گیا۔



## احسن بصری کی فضیلت

حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کو اللہ پاک نے تابعین پر پانچ باتوں سے فضیلت دی ہے۔

- (1) جب تک عمل نہ کر لیتے اس شئی کا حکم نہ فرماتے۔
- (2) جب تک کسی کام سے خود نہ رکتے دوسروں کو منع نہ فرماتے۔
- (3) علم و عمل کی بات بتانے میں کبھی بخل سے کام نہ لیتے تھے۔
- (4) اپنے علم کی وجہ سے لوگوں سے استغناء برتتے تھے۔ (5) ان کا ظاہر و باطن برابر تھا۔

اے کبار امتِ اعلامِ دین میں سے ہیں آپ کی بزرگی علم و عمل تقویٰ و خلوصِ مسلم ہے

## علم نافع و ضار کی پہچان کا طریقہ

جب تو اے مخاطب یہ جاننا چاہے تیرا علم نافع ہے یا ضار ہے تو تو اپنے سے پانچ باتوں کا مطالبہ کر۔ (1) فقر کی محبت تاکہ آخرت میں بوجھ کم ہو۔ (2) طاعت کی محبت تاکہ آخرت میں ذخیرہ ہو۔ (3) زہد فی الدنیا کی چاہت و محبت تاکہ فراغت تامہ حاصل ہو۔ (4) حکمت کی محبت اصلاحِ قلب کے لئے تاکہ منفعت تامہ حاصل ہو۔ (5) خلوت کی محبت مناجاتِ رب کے لئے تاکہ لذتِ عشق و محبت حاصل ہو۔

## پانچ باتوں کو پانچ اشیاء میں طلب کرو۔

- (1) عزت کو تواضع میں نہ کہ مال و خاندان میں۔
- (2) غناء کو قناعت میں نہ کہ کثرتِ مال میں۔
- (3) امن کو جنت میں نہ کہ دنیا میں۔
- (4) راحت کو قلت میں نہ کہ کثرت میں۔
- (5) علم کی منفعت کو عمل میں نہ کہ کثرتِ بیان و تقریر میں۔

## عالم کی ذمہ داری پانچ طبقات پر ہے:

- حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا کہ اس امت میں فساد پانچ افراد سے آتا ہے۔
- (1) علماء کی وجہ سے۔ (2) عابدوں زاهدوں کی طرف سے۔

(3) تاجروں کی طرف سے۔ (4) مجاہدین کی طرف سے۔

(5) حاکموں اور لیڈروں کی طرف سے۔

علماء و ارثین انبیاء ہیں، عابد و زاہد لوگ زمین کے ستون ہیں، مجاہدین اللہ کا لشکر ہے تاجر لوگ اللہ کے امین ہیں، جب خیر و برکات کے ستونوں میں فساد، بگاڑ پیدا ہو جائے تو دنیا میں ہر طرف فتنہ، فساد، شر، جور، ظلم و فریب کا دور دورہ ہو جائے گا جیسا کہ مشاہدہ ہو رہا ہے خاص طور پر اربابِ حکومت و سلطنت کی بددیانتی نے پورے ممالک کو تباہ کر دیا ہے فالی اللہ المشتکی۔ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل بجا فرمایا ہے آج سارا فساد انہیں طبقات کی وجہ سے ہے اللہ پاک ہی فضل کرنے والے اور ہدایت دینے والے ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ علم کو مال پر

سات طریقوں سے افضلیت حاصل ہے۔

(1) علم میراث انبیاء ہے اور مال فرعون کی میراث ہے۔

(2) علم خرچ کرنے سے بجائے کم ہونے کے زیادہ ہوتا ہے اور مال

خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ (3) مال محافظ کا محتاج ہوتا ہے اور علم خود محافظ ہے۔

(4) مال مؤمن و کافر سبھی کو مل جاتا ہے اور علم صرف مؤمن کو حاصل ہوتا ہے۔

(5) علم انسان کے ساتھ قبر میں جاتا ہے اور مال باہر ہی رہ جاتا ہے۔

(6) تمام انسان صاحب علم کے محتاج ہیں صاحب مال کے نہیں۔

## 34

(7) علم آدمی کو پل صراط پر گزرنے میں قوت دیتا ہے اور مال مانع اور رکاوٹ بنے گا۔

فقیر ابو الیث نے فرمایا کہ جو شخص عالم کے پاس بیٹھتا ہے اور علم کے حصول پر قدرت نہیں رکھتا ہے اس کو بھی سات کرامتیں حاصل ہوتی ہیں۔

(1) طالب علم کی فضیلت حاصل کرتا ہے۔

(2) جب تک اس کے پاس ہے گناہوں سے محفوظ ہے۔

(3) جب ان پر رحمتِ خداوندی کا نزول ہوگا تو اسکو بھی حصہ ملے گا۔

(4) جب اپنے مکان سے نکلے گا تو رحمتِ خداوندی کا مستحق ہوگا۔

(5) جب تک سننے میں رہے گا استماعِ علم کا ثواب پائے گا طاعت لکھی

جائے گی۔

(6) جب سنے گا اور نہیں سمجھے گا تو دل تنگ ہوگا اور ادراکِ علم سے محروم

رہنے پر احساس کرے گا تو یہ غم اس کے لئے اللہ پاک کے یہاں بہت پسند آئے

گانا عند المنکسرة قلوبہم کا مصداق ہوگا۔

(7) جب مسلمانوں کو عالم کی عزت کرتا دیکھے گا تو فسق سے نفرت کرے

گا اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے علماء کے پاس مجالست کا حکم فرمایا ہے۔

علماء کے لئے خوف کا مقام:-

علماء میں سے بعض ایسے ہیں جو بخل کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ وہ چیز دوسروں کے پاس نہ ہو یہ جھنم کے درک اول میں ہونگے اور بعض علماء سلطان کے مانند ہوتے ہیں جب ان پر کوئی تردید کرتا ہے تو غضبناک ہو جاتے ہیں یہ جھنم کے دوسرے درجہ میں ہوں گے اور بعض عالم اپنے حقائق و معارف صرف امراء کے لئے رکھتے ہیں فقراء کو محروم کرتے ہیں یہ جھنم کے تیسرے درجہ میں ہوں گے اور بعض ایسے ہیں فتویٰ دینے کیلئے بیٹھتے ہیں اور قصداً غلط مسائل بتاتے ہیں تو یہ جھنم کے چوتھے طبقہ میں ہوں گے۔

اور بعض علماء ایسے ہیں جو خود پسندیدگی میں مبتلا ہیں اگر ان کے سامنے کوئی نصیحت کرتا ہے تو ان کو برا لگتا ہے یہ پانچویں طبقہ میں ہوں گے اور بعض ایسے ہیں جنہوں نے علم سیکھا لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ایسے علماء چھٹے طبقہ نار میں ہوں گے اور بعض ایسے ہیں جو باطل پرست لوگوں کے کلام کو سیکھتے ہیں اور دین کے ساتھ ملا دیتے ہیں ایسے علماء جھنم کے ساتویں طبقہ میں ہوں گے۔ **اللهم احفظنا منهم ولا تجعلنا معهم!!!**

آمین یا رب العالمین

## 35

آٹھ قسم کے افراد:-

فقیر ابو الیث نے فرمایا کہ جو آدمی آٹھ قسم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ہے تو آٹھ قسم کی چیزیں اس میں زائد ہو جاتی ہیں۔

(1) جو آدمی اغنیاء کے ساتھ بیٹھتا ہے تو دنیا کی محبت و رغبت اس میں زائد ہو جاتی ہے۔

(2) جو شخص فقراء کے ساتھ مجالست رکھتا ہے تو اللہ پاک اس کی طبیعت میں شکر و رضاء پیدا کر دیتے ہیں پھر وہ اللہ پاک کی تقسیم پر خوش رہتا ہے اور شکر ادا کرتا ہے۔

(3) جو آدمی بادشاہ کے پاس بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں قساوت اور تکبر پیدا کر دیتے ہیں۔

(4) جو شخص عورتوں کے پاس زائد بیٹھتا ہے تو اس میں جہالت اور شہوت زائد ہو جاتی ہے۔

(5) جو شخص بچوں کے ساتھ بیٹھتا ہے تو لہو و لعب مذاق و دل لگی اس میں زائد ہو جاتی ہے۔

(6) جو آدمی فساق و فجار کے پاس بیٹھتا ہے تو اس میں گناہوں کی جرأت اور توبہ سے دوری پیدا ہو جاتی ہے۔

(7) جو صالحین اولیاء اللہ کے پاس بیٹھتا ہے تو اس میں نیکیوں کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ان جیسا بننے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔

(8) جو علماء کے پاس بیٹھتا ہے اس میں علم و پرہیزگاری کا شوق پیدا

ہو جاتا ہے۔

علم کے متعلق حضرت بایزید بسطامی وغیرہ اکابر کے اقوال:-

(1) حضرت بایزید بسطامی جو بہت بڑے ولی گذرے ہیں سلسلہ

نقشبندیہ کے امام وقت تھے فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال مجاہدہ میں گزارے

مگر علم سے سخت کوئی چیز نہیں پائی کہ علم کے بعد اس کے مقتضا پر عمل کرنا آسان

نہیں ہے۔

(2) حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اعمال سینہ بیماری

ہے اور علماء اس بیماری کی دوا ہیں اور جب علماء ہی خراب ہو جائیں گے تو علاج

کیا کریں گے اور کس کا کریں گے۔

(3) نیز سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ فرائض کے بعد طلب علم سے

افضل دوسرا کوئی عمل نہیں ہے۔

(4) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہم برابر علم حاصل کرتے رہے جب تک کہ

ہمیں کوئی نہ کوئی تعلیم دینے والا ملتا رہا۔

(5) نیز ارشاد فرمایا کہ طلب علم سے افضل دوسرا کوئی عمل نہیں ہے جب

کہ نیت درست ہو خالص اللہ کی رضا مقصود ہو۔

(6) نیز ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ علم سیکھو اور اس کے ساتھ ساتھ علم بھی

## 36

اور ہنسی مذاق سے اس کو ضائع مت کرو۔

(7) نیز ارشاد فرمایا کہ علم فقط روایت کا نام نہیں ہے بلکہ علم سے خشیت

الہی مقصود ہے اور اللہ پاک کی رضا مطلوب ہے۔

(8) آپ نے فرمایا کہ علم میں مشغولیت اور بقدر گزارہ رزق عمدہ ترین

چیزیں ہیں جن کی حضرات انبیاء و اولیاء نے دعا فرمائی ہے۔

☆ کذا فی حلیۃ الأولیاء لابی نعیم ☆

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال:-

(1) وقال الشافعی رحمة الله عليه طلب العلم أفضل من

النافلة یعنی علم کا حاصل کرنا نوافل سے افضل و بہتر ہے۔

(2) آپ کا فرمان ہے کہ جو شخص دنیا طلب کرنا چاہتا ہے تو وہ علم حاصل

کرے اور جو آخرت چاہے وہ بھی علم حاصل کرے، یعنی علم ایسی شئی ہے جس سے دنیا

اور آخرت دونوں کا فائدہ ہے مگر مقصود فائدہ اخروی ہے اگرچہ دنیاوی فوائد بھی حاصل

ہوتے ہوں۔

(3) نیز فرمایا کرتے تھے کہ فرائض کے بعد جس چیز سے زائد تقرب الہی حاصل

ہوتا ہے وہ علم ہے۔

(4) نیز فرمایا کہ جو علم حاصل کرتا ہے عزت و راحت سے اس کو علم نہیں آسکتا اور

جو محنت و مشقت اور اساتذہ کے ساتھ ذلت و تواضع اختیار کرتا ہے اس کو علم آتا ہے۔

## علم کی اقسام :-

اللہ پاک نے سات قسم کے علم سات قسم کے افراد کو عطا فرمائے ہیں:

- (1) تمام اشیاء کے ناموں کا علم حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرمایا۔
- (2) علم فراست، تگو بینات و باطنی معاملات کا حکم حضرت خضر علیہ السلام کو عطا فرمایا۔

(3) علم تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا کیا۔

(4) ذر ہیں بنانے کا علم حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کیا۔

(5) پرندوں کی بولیوں کا علم سلیمان علیہ السلام کو عطا کیا۔

(6) توریت و انجیل کا علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمایا۔

(7) علم شریعت و توحید پیغمبر خدا جناب رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا۔

## نتائج و ثمرات :-

(1) حضرت آدم علیہ السلام کا علم سجدہ و تحیہ کا ذریعہ بنا۔

(2) حضرت خضر علیہ السلام کا علم موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوشع جیسے

شاگرد پانے کا ذریعہ بنا۔

(3) حضرت یوسف علیہ السلام کا علم حکومت اہل و عیال پانے کا ذریعہ بنا

(4) حضرت داؤد علیہ السلام کا علم ریاست مرتبہ جاہ و جلال کا ذریعہ بنا۔

## 37

(5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علم تہمت کے زوال اور دیگر کمالات و فوائد

کا ذریعہ بنا۔

(6) حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم بلقیس اور اسپر غلبہ و حکومت عالم کا

ذریعہ بنا۔

(7) حضرت محمد ﷺ کا علم مبارک شفاعت کبریٰ وغیرہ کمالات، و فضائل

کا ذریعہ بنا۔ (تفسیر رازی صفحہ ۱۸۴ جلد اول)

(1) حضرت آدم علیہ السلام نے علم کی بدولت فرشتوں کا سلام و سجدہ پایا۔

(2) حضرت خضر علیہ السلام نے علم کی بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

مصاحبت و مراقت پائی۔

(3) حضرت یوسف علیہ السلام نے علم کی بدولت قید سے نجات پائی، لہذا

اے طالبانِ علوم نبوت علم الہی کی بدولت یہ شرافتیں کیوں نہیں حاصل کرتے

اے عالم تو اپنے اوپر خدا کا احسان کیوں نہیں یاد کرتا، اللہ پاک نے تجھے قرآن

و حدیث کا علم دیا اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ تجھ کو اپنے مخصوص کلام کا

شارح اور مفسر بنا دیا اور اپنے نبی ﷺ کا وارث بنا دیا اپنی مخلوق کا داعی بنا دیا اپنے

بندوں کا واعظ بنا دیا اپنے شہر کا چراغ بنا دیا اور مخلوق کو جنت میں داخل کرنے کا

قائد بنا دیا جہنم سے روکنے کا ذمہ دار بنا دیا جیسا کہ مروی ہے کہ علماء سردار ہیں

فقہاء قائد ہیں اور ان کی مجالست ایمان میں زیادتی کرتی ہے۔

مؤمن چھ باتیں دیکھ کر رغبت کرتا ہے:-

مؤمن آدمی علم کے حصول کی جانب اس وقت رغبت کرتا ہے جب اپنے میں چھ باتیں دیکھ لیتا ہے۔

(1) یہ بات سمجھ لے اور اقرار کر لے کہ اللہ پاک نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم فرمایا اور یہ بغیر علم کے ممکن نہیں۔

(2) یہ دیکھ لے کہ اللہ رب العزت والجلال نے مجھے معاصی سے رکنے کا حکم دیا ہے اور اس کے اجتناب و پرہیز پر قدرت بدون علم ممکن نہیں ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت پر شکر کو واجب فرمایا ہے اور اس پر قدرت بغیر علم کے ممکن نہیں ہے۔

(4) اللہ پاک نے اپنی مخلوق کے سات انصاف کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اس چیز پر قدرت بدون علم آدمی نہیں پاسکتا۔

(5) اللہ تبارک و تعالیٰ نے بلاؤں پر صبر کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اس پر قابو بغیر علم کے کیسے ہو سکتا ہے۔

(6) اللہ پاک نے شیطان سے عداوت کا حکم فرمایا ہے اور یہ بھی علم کے بغیر حاصل ہونے والی شئی نہیں ہے۔

## 38

طریق جنت:-

یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ جنت کا راستہ چار آدمیوں کے ہاتھ میں ہے  
(1) عالم (2) زاہد (3) عابد (4) مجاہد۔

**عالم** اگر اپنے دعویٰ میں پکا اور سچا ہے تو رب کائنات علیم و قدیر اس کو حکمت عطاء کریں گے **زاہد** اگر اپنے دعویٰ میں صادق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو امن و امان نصیب فرمائیں گے **عابد** اگر اپنے دعویٰ میں سچا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنا خوف و خشیت نصیب فرمائیں گے **مجاہد** اگر اپنے دعویٰ میں صحیح ہے تو رب العالمین اپنی رضا و انعام نصیب فرمائیں گے۔

چار چیزوں کو چار سے تلاش کیجئے:-

(1) جگہ میں سلامتی کو (2) دوست سے کرامت و شرافت کو (3) مال سے فراغت کو (4) علم سے منفعت کو لہذا جب جگہ میں سلامتی نہ پائے تو اس سے سجن (قید) بہتر ہے اور جب دوست سے حیاء و شرم اور شرافت و عزت کی بات نہ پائے تو کلب یعنی کتا اس سے اولیٰ ہے اور جب مال سے فراغت حاصل نہ ہو تو ڈھیلے و پتھر اس سے بہتر ہیں اور جب علم سے صحیح فائدہ اخرویہ حاصل نہ ہو تو موت اس سے بہتر ہے۔

چار چیزیں چار چیزوں کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتیں:-

(1) دین کی تکمیل بغیر تقویٰ کے (2) قول بغیر عمل کے (3) مروت بدون تواضع (4) علم بغیر عمل کے، عمل بدون اخلاص کے لہذا خالی دین بلا تقویٰ خطرہ پر ہے قول بلا عمل کے حد رہے مروت بدون تواضع، شجر بلا ثمرہ کے مانند ہے، اور علم بغیر عمل کے، بادل بلا بارش کے مانند ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ کو فرمایا تھا کہ دنیا کا مدار، توام یعنی ٹھراؤ چار اشخاص کی بدولت ہے۔

(1) وہ عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو (2) وہ جاہل جو حصول علم میں حیاء و عار سے کام نہ لیتا ہو (3) وہ غنی ہے جو مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے میں بخل نہ کرتا ہو (4) وہ فقیر جو اپنی آخرت دنیا کے عوض فروخت نہ کرے ورنہ ایسے لوگوں کے لئے ویل و ہلاکت ہے ستر بار۔

شیخ خلیلؒ نے فرمایا کہ رجال چار قسم کے ہیں:-

(1) وہ آدمی جو علم رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ عالم ہے لہذا اس کی اتباع کرو۔  
(2) ایک وہ آدمی ہے جو جانتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ وہ جانتا ہے تو وہ نا تم ہے اس کو بیدار کرو۔

## 39

(3) وہ آدمی جو کچھ بھی نہیں جانتا اور اس کو اپنے عدم علم کا احساس بھی نہیں ہے وہ شیطان محض ہے اس سے اجتناب کرو۔

(4) علم تو نہیں رکھتا ہے مگر اس کو اپنی جہالت کا احساس ہے تو اس کی رہنمائی کرو اس کو بتلاؤ سکھلاؤ یہی اصل دین ہے۔ تفسیر رازی ص ۱۸۵ ج ۱

چار چیزوں سے عار نہ کی جائے

اگرچہ اس پر سخت بار کیوں نہ ہو:-

(1) اپنے والد کے لئے تعظیماً قیام کرنا (2) مہمان کی خدمت کرنا  
(3) اپنے اساتذہ کی خدمت کرنا (4) جس چیز کا علم نہیں ہے اس کا سوال کر لینا  
**نیز** حضرت امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب علماء حضرات حلال کو جمع کرنے میں لگ جاتے ہیں تو عوام مشتبه مال کھانے والے بن جاتے ہیں اور جب علماء شبہات سے احتراز کرنا ترک کر دیں گے تو عوام الناس حرام کھائیں گے اور عوام جب حرام کو حلال سمجھنے لگیں گے تو کافر ہو جائیں گے اس زمانہ میں بہت سے علماء کی بد احتیاطی کی وجہ سے عوام پر بہت برے اثرات پڑ رہے ہیں۔

علم کی شرافت و کرامت پر عقلی دلیل:-

(1) اول قسم وہ ہے جس سے عقل راضی و خوش ہو شہوت خوش نہیں ہے

(2) قسم اس کے برعکس ہے یعنی شہوت اس سے راضی ہو اور عقل خوش نہیں۔

(3) تیسری چیز ایسی ہے جس سے دونوں خوش ہیں۔

(4) چوتھی چیز وہ ہے جس سے نہ عقل خوش ہے اور نہ شہوت خوش ہے یعنی دونوں ناراض ہیں اول امراض ہیں اور مکارہ فی الدنیا ہیں جو طبیعت پر ثقیل ہیں، دوسرے معاصی ہیں، تیسرے علم ہے، چوتھے جہل ہے، علم جنت کا راستہ ہے اور جہالت جہنم کا راستہ ہے، تو جیسے عقل و شہوت جہنم سے ناراض ہیں ایسے ہی جہالت سے بھی ناراض ہیں لہذا جو آدمی جہالت سے راضی ہے معلوم ہوا کہ وہ جہنم سے راضی ہے۔

فضائل علم پر مزید آیات و روایات وغیرہ:-

(1) علم کی فضیلت پر سب سے اہم دلیل اول مانزل من القرآن اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ . ہے یہاں خاص طور پر تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اس لئے کہ اگر علم کے علاوہ کوئی دوسرا مقام یہ عظمت و شرافت رکھتا تو اس کا تذکرہ کیا جاتا دوسری بات یہ ہے کہ اسی میں فرمایا گیا ہے۔

اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ تَرْجَمَهُ: پڑھئے اور تیرا رب بڑا کریم بِالْقَلَمِ ۝ سورہ علق پارہ ۳۰ ہے جس نے لوگوں کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا ہے۔ (رکوع ۲۱ آیت ۴۳)

## 40

اور اصول فقہ میں یہ ثابت و مسلم ہے کہ کسی حکم کا ترتیب کسی وصف پر اس کی دلیل ہوا کرتا ہے کہ وہ وصف اس حکم کی علت ہے لہذا اگر میت کے وصف کے مستحق اللہ جل شانہ ہیں کیونکہ انہوں نے علم دیا ہے،

(2) اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ . (بس اللہ سے اسکے

علماء بندے ہی ڈرتے ہیں)۔

اس آیت میں متعدد طریقوں سے علم کی فضیلت کا بیان فرمایا گیا ہے

(الف) علماء جنتی ہوں گے کیوں کہ اہل خشیت کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔

فَرَمَا يَاهُ جَزَاءُ هُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتْ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ یہاں تک کہ فرمایا اذالك لمن خشي ربه

(ب) نیز ارشاد ربانی ہے وَلَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ

ان تمام آیات میں علماء کی فضیلت کبریٰ کا بیان ہے کیونکہ حقیقی خشیت اللہ

پاک سے ان کو حاصل ہوتی ہے۔

(2) ارشاد ربانی ہے وَقُلْ رَبِّي زِدْنِي عِلْمًا

اس میں علم کی نفاست اور علوم مرتبہ پر دلیل ہے کہ اللہ پاک کو علم سے کتنی

محبت ہے اور آپ ﷺ سے کتنی محبت ہے کہ اپنے پیغمبر ﷺ کو علم کی زیادتی کا

امر خاص طور پر فرمایا ہے حضرت قتادہ نے فرمایا کہ اگر کوئی علم پر اکتفاء کرتا تو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کرتے اور یہ نہ فرماتے:

هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا  
عَلَّمْتَ رُشْدًا ۝

(سورہ کھف پارہ ۱۶ رکوع ۲۱ آیت ۶۶)  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر سے کہا آپ کہیں تو  
میں آپ کے ساتھ رہوں اس بات پر کہ آپ مجھے وہ  
رشد و بھلائی سکھائیں جو اللہ پاک نے آپ کو  
سکھائی ہے۔

(3) حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بادشاہت اور سلطنت

عطا فرمائی تھی کہ جو کسی دوسرے کو نہیں ملی تھی مگر انہوں نے اس پر فخر نہیں فرمایا بلکہ  
علم پر فخر فرمایا! ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ  
الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ  
هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝

(سورہ نمل پارہ ۱۹ رکوع ۱۷ آیت ۱۶) فضیلت کی بات ہے۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی بولیاں جاننے پر فخر کیا تو  
مؤمن کو بدرجہ اولیٰ معرفت ربانی عطا کرنے والے علم پر فخر کرنا چاہئے اور شکر کرنا  
چاہئے نہ کہ غرور۔

(4) **نَبِيْرٌ** جب اللہ عزاسمہ نے انبیاء کے احوال کا تذکرہ فرمایا تو علم

و حکمت کو مقدم فرمایا و کَلَّا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا پھر اللہ پاک نے ان اشیاء  
کا تذکرہ فرمایا جو احوال دنیا سے متعلق تھیں یہ اس کی دلیل ہے کہ علم اشرف ترین  
شیء ہے۔

## 41

(5) بعض علماء نے لکھا ہے کہ ہد ہد پرندہ باوجود کمزور و ضعیف ہونے کے

جب عتاب کی جگہ سلیمان کے دربار میں کھڑا ہوا تو اس نے کہا

أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ  
کہ مجھے ایسی چیز کا علم ہے جس کا آپ کو  
(سورہ نمل پارہ ۱۹ رکوع ۱۷ آیت ۲۳) نہیں ہے۔

یہ علم ہی کا کمال تھا کہ اس چھوٹے سے پرندہ کو ایک عظیم الشان سلطان

السلطین رسول کے سامنے جرأت تکلم حاصل ہوئی اور اس نے اتنی بڑی بات

کہہ دی **أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ** اگر علم اشرف الاشیاء نہ ہوتا تو وہ کیسے بولتا یہ

ہی وجہ ہے کہ بعض کمزور و ذلیل لوگ جب علم حاصل کر لیتے ہیں تو بڑوں کے

بڑوں کے سامنے بولنے لگتے ہیں۔

(6) **نَبِيْرٌ** نبی پاک ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ ایک ساعت کا تفکر ساٹھ

سال کی عبادت سے افضل ہے اور اس کی فضیلت کی دو وجہیں ہیں:

(الف) تفکر اللہ تک وصول کا ذریعہ بنتا ہے اور عبادت ثواب کا ذریعہ بنتی

ہے جو اللہ تک پہنچائے وہ افضل ہے۔

(ب) تفکر عمل قلب ہے اور طاعت عمل جوارح ہے اور قلب جوارح

سے افضل ہے اور قول باری عزاسمہ **وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي** اس کی حمایت

کرتا ہے کیونکہ صلوة کو وسیلہ ذکر بنایا گیا ہے اور مقصود وسیلہ سے اشرف ہے یہ علم

کی فضیلت پر دال ہے۔

(7) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

یہاں علم کو فضل عظیم سے تعبیر کیا گیا ہے اور حکمت کو خیراً کثیراً فرمایا گیا ہے اور حکمت علم کا دوسرا نام ہے اَلرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نعمت علم کو دوسری جملہ نعمتوں پر مقدم فرمایا ہے یہ سب علم کی فضیلت پر دلائل ہیں۔

(8) تمام کتب الہیہ جیسے توریت زبور انجیل بھی علم کی فضیلت پر ناطق

ہیں توریت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ حکمت کی بڑائی سمجھو اور میں نے جس کے قلب میں حکمت رکھ دی تو اس کی مغفرت ضرور کروں گا لہذا حکمت سیکھو سکھاؤ عمل کرو اور اس کی اشاعت کرو۔

زبور میں ارشاد فرمایا کہ اے داؤد بنی اسرائیل سے اور انکے عابدوں سے کہو کہ اتقوا حضرات سے کلام کیا کریں اگر وہ نہ ملیں تو علماء سے بات کریں اور ان کے پاس بیٹھیں اگر وہ نہ ملیں تو پھر عقلاء کے پاس بیٹھیں کیونکہ تقویٰ، علم، عقل یہ تین درجات ہیں اور جس میں ایک بھی ہوگا میں اس کو ہلاک نہ کروں گا یہاں تقویٰ کو علم پر مقدم فرمایا ہے کیونکہ وہ بھی بدون علم کے ممکن نہیں ہے جیسے خشیت خداوندی بغیر علم کے ممکن نہیں۔

علم علماء کا سفارشی ہے ان کا رفیق ہے ان کا دوست ہے ان کا ناصح ہے انکو نجات عطا کرنے والا ہے بفضل اللہ تعالیٰ۔

اللہ پاک قیامت میں علماء سے فرمائیں گے اے گروہ علماء تمہارا اپنے

## 42

رب کے بارے میں کیا گمان ہے وہ کہیں گے ہمارا رب ہمیں معاف کرے گا اور وہ ہم پر رحم فرمائے گا اللہ پاک فرمائیں گے میں ایسا کر چکا ہوں فا دخلوا فی صالحی عبادی و ادخلوا جنتی برحمتی۔ یعنی میرے نیک بندوں کے سایہ میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت مقاتل بن سلیمانؓ نے فرمایا کہ میں نے انجیل میں دیکھا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰؑ کو فرمایا کہ اے عیسیٰؑ علماء کی تعظیم کرو ان کی فضیلت پہچانو کیونکہ میں نے ان کو اپنی تمام مخلوق پر فوقیت و فضیلت دی ہے سوائے انبیاء مرسلین کے جیسا کہ سورج کو جملہ کواکب پر فضیلت حاصل ہے جیسے آخرت کو دنیا پر اور جیسے جھکو ہر شئی پر فضیلت حاصل ہے۔

(9) نَبِيٌّ پاك ﷺ نے ارشاد فرمایا الا اخبركم باجود الاجواد قالوا نعم يا رسول الله ﷺ فرمایا اللہ اجود الاجواد ہے اور اولاد آدمؑ میں سب سے اجود سخی میں ہوں اور میرے بعد وہ آدمی ہے جس کو اللہ پاک نے علم دیا ہے اور وہ علم پھیلا رہا ہے، وہ قیامت کے دن ایک امت بن کر اٹھے گا اور وہ آدمی جس نے راہ خدا میں جہاد کیا ہوگا وہ اجود ہے کہ جان کی سخاوت پیش کر دی

نَبِيٌّ ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ جو مؤمن آدمی دوسرے مؤمن آدمی کی چھوٹی سی پریشانی دور کرے گا تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کی بڑی

پریشانی دور فرمائیں گے اور جو کسی تنگ دست کے لئے آسانی کریگا تو اللہ اس کے لئے دنیا و آخرت میں آسانی پیدا فرمائیں گے اور جو ایسی راہ طے کرے کہ اس سے علم طلب کرنا مقصود ہو تو اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیں گے اور جو لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کا مذاکرہ کرتے ہیں اس کے احکام سیکھتے اور سکھاتے ہیں ان پر سیکھنا نازل ہوتی ہے اور رحمت خداوندی ان پر سایہ فگن ہوتی ہے اور فرشتے ان کا احاطہ کر لیتے ہیں اور اللہ پاک ان کا اپنی نورانی مجلس میں تذکرہ کرتے ہیں۔ (رواہ مسلم)

**نیز** رحمت عالم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تین آدمی شفا فرمائیں گے  
(1) انبیاء علیہم السلام (2) علماء کرام (3) شہید حضرات۔

یہاں درمیانی مقام علماء کا ہے، یہاں حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم علم سیکھو کیونکہ علم سیکھنا خشیت ہے اس کی طلب عبادت ہے اس کا مذاکرہ تسبیح ہے اس میں بحث کرنا جہاد ہے اس کی تعلیم صدقہ ہے اور اس کا بذل یعنی خرچ کرنا قربت ہے اور اس کے ذریعہ حلال و حرام کی پہچان ہوتی ہے اور جنت کے راستوں کی شناخت ہوتی ہے اور وحشت میں رفیق ہے خلوت میں انیس ہے اعداء و دشمنوں پر سلاح اور ہتھیار ہے اور علم اختلاف کے وقت فیصل و حاکم ہے۔

علم وہ شئی ہے جس سے کتنے لوگ بلندی پر فائز ہو گئے اور علم نے ان کو

## 43

قائد بنا کر پیش کر دیا ہے جن سے ہدایت پاتے ہیں یہ خیر و بھلائی میں لوگوں کے امام بن جاتے ہیں جن کے آثار کی لوگ پیروی کرتے ہیں اور ان کے افعال و کردار سے لوگ روشنی حاصل کرتے ہیں اور انکی آراء سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں حضرات ملائکہ ان کے پیدا ہونے میں رغبت کرتے ہیں کہ لوگ خوب علماء بنیں اور اپنے بازوؤں کو بچھاتے ہیں اور نماز میں ان کے لئے استغفار کرتے ہیں حتیٰ کہ ہر طب و یا بس حیطان بحر اور ہوام و سباع آسمان کے تارے سب دعا کرتے ہیں کیونکہ علم حیات قلوب کا ذریعہ ہے ظلمت میں نور ہے اور ابدان کی غذا ہے جس کے ذریعہ بلند مقامات طے کئے جاتے ہیں۔ تفسیر رازی ص ۱۹۰ ج ۱

نیز حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ آقا نامدار تاجدار مدینہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین اشیاء منقطع نہیں ہوتی۔

(1) صدقہ جاریہ (۲) علم نافع جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے  
(2) ولد صالح جو آدمی کے لئے خیر کی دعائیں کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنی ضروریات کے بارے میں سوال کرو تو لوگوں سے کرو عرض کیا گیا وہ کون سے لوگ ہیں فرمایا کہ اہل علم ہیں دین دار حضرات ہیں۔

ان جملہ فضائل کو پڑھ کر یا سن کر بھی کوئی شخص طلب علم کے لئے وقت فارغ نہ کرے تو وہ کس قدر غافل ہے حالانکہ طلب علم فرض ہے چاہے کتابوں

سے ہو یا علماء سے سیکھنا ہی برکت و خیر کا باعث ہے اصل علم وہی ہے جو باقاعدہ سیکھا گیا ہو انما العلم بالتعلم حضرت موسیٰ نے بھی طلب علم کے لئے سفر فرمایا اور خضر کی خدمت میں پہنچے جس کا تذکرہ بالتفصیل قرآن پاک میں آیا ہے۔

### فوائد مختلفہ متعلقہ بالعلم:-

جاننا چاہئے کہ علم دو طریقوں سے حاصل ہوتا ہے (1) تعلیم انسانی (2) تعلیم ربانی، تعلیم انسانی کے طریقے معلوم و مشہور ہیں مثلاً کتاب سے، استاذ سے، اور تعلیم ربانی دو قسم پر ہے القاء وحی، الہام وحی کے ذریعہ جو علم حاصل ہوتا ہے وہ علم نبوی کہلاتا ہے اور جو الہام کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے وہ علم لدنی کہلاتا ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا ہے:

عَلَّمْنَا هُمْ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا علم لدنی نبی اور ولی دونوں کو ہوتا ہے جب کہ وحی نبی کے ساتھ خاص ہے، حکمت حقیقت میں علم لدنی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ علم لدنی بھی مواہب ربانیہ میں سے ہے اور حکمت بھی مواہب ربانیہ میں سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا، جو حضرات علم لدنی کو پہنچ جاتے ہیں پھر وہ علم ظاہری کی تحصیل سے

## 44

مستغنی ہو جاتے ہیں پھر ان کو علم ظاہری کی تحصیل میں بہت زیادہ محنت، تعب، مشقت و تکلیف برداشت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے وہ تھوڑا سیکھتے ہیں اور بہت زیادہ سکھاتے ہیں تعب کم برداشت کرتے ہیں آرام زیادہ کرتے ہیں۔

كذا في التعليق صفحه ۱۲۹ / جلد اول

**فیض** علامہ شاطبیؒ نے لکھا ہے کہ علم لدنی کے لئے دو شرطیں ہیں

اقبال الى الآخرة اعراض عن الدنيا یعنی آخرت کا شوق اور

توجہ اور دنیا سے اعراض اور بے توجہی

**فائدہ:** علم ہونا چاہئے مگر علم کا غرور و پندار نہ ہونا چاہئے کہ وہ نقصان دہ اور

ممنوع ہے اس ذیل میں اس پر بطور دلیل و عبرت تین واقعات پیش خدمت ہیں۔

(1) بخاری شریف صفحہ 17 / میں ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰؑ بنی

اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے آپ نے ان کے سامنے خطاب فرمایا اور علوم

ومعارف کا دریا بہایا جس سے متاثر ہو کر ایک شخص نے حضرت سے معلوم کیا کہ

حضرت کیا آپ سے بڑا بھی کوئی عالم اس وقت موجود ہے جس کو آپ جانتے

ہوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں اللہ پاک نے اسی وقت وحی بھیجی کہ ہمارا ایک بندہ

خضر ہے وہ آپ سے بڑا عالم ہے حضرت موسیٰؑ نے اللہ پاک سے ان کا پتہ معلوم

کیا تو اللہ پاک نے ان کو ساحل بحر کا پتہ بتایا جہاں وہ رہتے تھے اور مچھلی کو ساتھ

رکھنے کے لئے فرمایا کہ جہاں یہ مچھلی گم ہو جائے گی وہی جگہ ان سے ملاقات

کرنے کی ہوگی، چنانچہ آپ نے سفر فرمایا اور یوشع کو اپنے ساتھ رکھا اور ایک مکتل میں مچھلی لے لی اور یوشع بن نون کو ساتھ لیکر مجمع البحرین کے قصد سے چل دیئے جس کا قرآن تذکرہ فرماتا ہے:

بہر حال اللہ پاک نے فقط یہ کہنے پر گرفت فرمائی کہ اس وقت میں سب سے بڑا عالم ہوں حالانکہ یہ بالکل درست ہے کہ نبی اپنے دور میں سب سے بڑا عالم ہوتا ہے مگر یہ قول تو اضع اور عبیدیت کے خلاف تھا اس لئے علیم و علام کو پسند نہ آیا اور حضرت کی خدمت میں جانے کا حکم ہوا پھر کسی اور کے لئے کیا موقع ہے کہ وہ علم کا دعویٰ کرے اور اس پر ناز و غرور کرے۔

### قصہ نمبر (2)

حضرت امام مقاتل جو تفسیر کے زبردست عالم ہیں یہاں تک کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تفسیر جاننے میں لوگ مقاتل کے محتاج ہیں ان کے بچے ہیں، ایک مرتبہ حضرت نے فرمایا کہ مجھ سے جو چاہو سوال کر لو عرش کے علاوہ کے بارے میں سب باتوں کا جواب دے سکتا ہوں ایک شخص اٹھا اس نے معلوم کیا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حج کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے ان کے سر کا حلق کس نے کیا تھا؟ حضرت مقاتل حیران رہ گئے اور فرمایا کہ میرے دل میں اپنے علم سے جو عجب کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی اللہ پاک نے تمہارے ذریعہ اس کی اصلاح و علاج فرمادیا پھر استغفار فرمایا۔

## 45

حضرت سفیان بن عیینہ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ مقاتل نے پھر اسی طرح کا دعویٰ کیا ایک شخص اٹھا اور اس نے معلوم کیا کہ حضرت نملہ (چیونٹی) کا معدہ کہاں ہوتا ہے اس کے شروع حصہ میں یا اخیر میں حضرت اس سوال سے حیران ہو گئے اور جواب نہ دے سکے حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے جان لیا کہ حضرت کو دعویٰ علم کی سزا ملی ہے۔ کذافی و فیات الاعیان لابن عاکان رحمہ اللہ النعمان صفحہ ۲۵۵ جلد ۱۵

### قصہ نمبر (3)

روح الايمان في مناقب النعمان صفحہ 47 میں ہے کہ ایک بار حضرت قتادہ جو تفسیر کے امام مانے جاتے ہیں کو فہ تشریف لائے بہت سے لوگ حضرت کی خدمت میں زیارت و ملاقات کے لئے پہنچے حضرت نے حاضرین سے فرمایا تم لوگ مجھ سے جو چاہو معلوم کرو اس وقت امام ابوحنیفہ صغیر السن تھے وہاں موجود تھے آپ نے معلوم کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی مذکر تھی یا مؤنث یہ سن کر وہ حیران ہو گئے جب حضرت کو تامل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مؤنث تھی اس لئے اللہ پاک نے فرمایا اذ قالت نملۃ اگر مذکر ہوتی تو فرماتے وقال نملۃ اس لئے کہ نملہ کا اطلاق عربی میں مذکر مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔



## مدارس کی فضیلت :-

مذکورہ آیات و روایات و آثار سے علم و علماء کے فضائل کے ساتھ ساتھ مدارس کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے صراحۃً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِحْافًا وَمَا تَنْفِقُونَ خَيْرٌ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ .

سورہ بقرہ پارہ ۳/ رکوع ۵/ آیت ۲۷۳

**ترجمہ:** صدقات وغیرہ خرچ کرو غریب فقیر لوگوں پر جو ہر وقت اللہ پاک کے راستہ میں محصور ہیں (مشغول و مصروف ہیں) علاقوں میں تجارت کے لئے گھومنے کی طاقت نہیں رکھتے (اپنی علمی و جہادی مصروفیات کی وجہ سے) جاہل لوگ ان کو مالدار سمجھتے ہیں، سوال نہ کرنے کی وجہ سے لوگ ان کو پہچان لیتے ہیں ان کی مخصوص علامتوں سے وہ لوگوں سے زبردستی نہیں مانگتے اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ پاک سب جانتے ہیں۔

## تشریح:

حضرت امام بغویؒ وغیرہ حضرات مفسرین نے تحریر فرمایا ہے کہ اس کا مصداق اصحابِ صفہ ہیں یعنی حضرت نبی پاک ﷺ کے مدرسہ کے طلبہ جن کی تعداد بسا اوقات 400 سے بھی زیادہ ہو جاتی تھی ان کے پاس مدینہ پاک میں نہ اپنی

رہائش گاہ کا انتظام تھا اور نہ کھانے پینے کا کوئی نظم و نسق تھا حصولِ علم کی خاطر ہر وقت آقاء نامدار رسول پاک ﷺ کے دربار گو ہر بار میں مقیم رہتے تھے نہ تجارت کرتے تھے اور نہ سوال کرتے تھے جو مل جاتا کھا لیتے ورنہ صبر و قناعت سے کام لیتے تھے جیسا کہ راوی اسلام حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے واقعات میں تفصیلاً ذکر کیا ہے کہ بیہوش تک ہو جاتے تھے۔ (دیکھئے ترمذی وغیرہ)

## 46

یہاں طلبہ عزیز کے لئے بھی غور و فکر کا مقام ہے کہ ان کو اپنا مقصد طلب علم بنانا چاہئے اور اس سے صرف رضاءِ لہی ہونا چاہئے اور مل جانے پر شکر اور نہ ملنے پر صبر و قناعت کرنا چاہئے کہ حصولِ علم ان پر فرض ہے دوسرے معاون ہیں اور یہ کہ ان کو سوال کرنے سے بچنا ضروری ہے جس سے ذلت آتی ہے ہمارے بزرگوں نے فقر و فاقہ برداشت کیا مگر دور طالبِ علمی میں مانگنے کو گناہ سمجھا صبر و قناعت کی برکت سے اللہ پاک نے فتوحات کے دروازے کھول دیئے اور سب کچھ عطا فرمایا۔

**تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ** کے تحت امام مجاہدؒ نے فرمایا کہ ان کی علامت خشوع و خضوع ہے حضرت امام ضحاکؒ نے فرمایا کہ ان کے رنگ، محنت و مجاہدہ کی وجہ سے زرد پڑ جاتے ہیں، بہر حال ان کی اپنی ایک شناخت و پہچان ہے جس سے لوگ پہچان لیتے ہیں اور آج کل طلبہ نے اپنی پہچان لہجہ، خرافات، کرکٹ، کھیل، وغیرہ بنا رکھی ہے اللہ پاک عقلِ سلیم اور فہمِ صحیح عطا فرمائے!!!

اہل مدارس کو یاد رکھنا چاہئے کہ بذات خود مدارس مقصود نہیں بلکہ مدارس سے مقصود رضاءِ الہی ہے جیسا کہ امام ربانی حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ہے لہذا مصلحتاً ایسے کام کرنا جو رضاءِ الہی کے خلاف ہوں جائز نہیں ہیں اور جن لوگوں نے مدرسہ سے مقصود ہی دنیا کو بنا لیا ہو وہ علم و علماء کو بدنام کرنے والے ہیں اور کر رہے ہیں ایسے لوگ حلال و حرام جائز، ناجائز، سچ اور جھوٹ کا فرق نہ کرتے ہوئے بے خوف ہو کر دین کو استعمال کر رہے ہیں اللہ پاک ہدایت و سمجھ عطا فرمائے!!! ان کو چاہئے کہ صحیح کام کریں ورنہ جائز طور پر تجارت کریں کہ تجارت کے بڑے فضائل ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے: رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ •

ترجمہ: وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔

سچے تاجروں کو انبیاء و صدیقین کے ساتھ جگہ ملے گی، اور اس طرح دین کو استعمال کرنے پر بڑی سخت وعیدات وارد ہوئی ہیں دنیا دار عالم کے لئے کتنی سخت وعیدات ہیں ان پر غور کرنا چاہئے اور اپنی آخرت کو خراب کرنے سے بچنا چاہئے۔



## علماء سوء:

علماء سوء کے لئے اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک نے ان کی مثال اس گدھے کے ساتھ دی ہے جس پر کتابیں لادی گئی ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ كَفَرُوا أَمْثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا الصَّالِاتِ ثُمَّ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَمَا رَزَقْنَاهُمْ إِلَّا بِحَبْلٍ مَمْدُودٍ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ •

یعنی وہ لوگ جن کو تورات دی گئی تھی پھر اس کا حق ادا نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے جیسی ہے جس نے کتابوں کو اٹھا رکھا ہو سو بری مثال ہے ان کی جو جھٹلاتے ہیں اللہ پاک کی آیات کو اور اللہ پاک ہدایت نہیں دیتے ظالموں کو سورہ جمعہ پارہ ۲۸/ رکوع ۱۱ آیت ۵

یہ آیت اگرچہ علماء یہود کے بارے میں ہے مگر جس میں یہ صفت ہوگی عمل نہ کرنا اور عقیدہ یا عملاً تکذیب آیات کرنا وہ اس کا مصداق ہو جائے گا یہ بہت ڈرنے کا مقام ہے۔

نیز ایک دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

وَأْتَلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ •

کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم دیا تھا وہ پھر اس سے نکل گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کر لیا اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

سورہ اعراف پارہ ۹/ رکوع ۱۳ آیت ۱۷

یہ آیت ایک یہودی عالم و بزرگ بلعم باعوراء وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بنی اسرائیل کا ایک عالم و عابد تھا بعد میں خرابی آگئی تھی اور حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں اترا اور گمراہ ہوا، مگر اس میں ان سب کے لئے بڑی زبردست عبرت و نصیحت ہے جو علم کے باوجود عمل نہ کریں اور دوسری گمراہیوں میں جا پڑیں صرف مال و دولت یا عزت و شہرت کو مقصود بنا لیں اور علم کو وسیلہ آخرت بنانے کے بجائے وسیلہ معاش و دنیا بنائیں۔

ہمارے اکابر و اسلاف نے علم کو وسیلہ معاش کے طور پر نہیں اپنایا تھا اس کے لئے وہ مستقل تجارت و کاروبار کیا کرتے تھے اور تعلیم و تعلم کو صرف آخرت کے لئے کرتے تھے اللہ پاک ہمیں ان کی اتباع کی توفیق بخشے۔!!!

عالم فاسق دنیا کے لئے سب سے بڑا فتنہ ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے زیادہ اپنی امت پر خوف عالم فاسق کا ہے یعنی جو صرف زبان سے حقائق و دقائق علوم و معارف بیان کرے گا اور اندر سے خالی ہوگا اللہ کے خوف سے آخرت کے شوق سے خشوع و خضوع سے توکل علی اللہ سے انابت و توجہ الی اللہ سے خلوص و للہیت سے اللہ پاک کے سامنے رونے دھونے سے وغیرہ وغیرہ۔

اللہ پاک ہمیں علماء آخرت میں بنائے اور ان فضائل و کمالات کا مصداق بنائے اور علماء سوء بننے سے ہماری حفاظت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین۔

## 48

### جامعہ اشرف العلوم رشیدی پر ایک نظر

قیام جامعہ ----- 1944ء مطابق 1364ھ۔

بانی و مؤسس:- فانی فی اللہ عاشق رسول اللہ حضرت مولانا الحاج قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مقدمہ۔  
آپکی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ بمقام محلہ کوئلہ گنگوہ 1348ھ مطابق 1928ء میں ہوئی، آپکی وفات چہار شنبہ بوقت ۸ بجے دن، 24/ربیع الاول/1425ھ میں ہوئی، آپ نے تمام عمر دین کی خدمت کی اور قرآن و سنت کے سلسلہ میں خدمات جلیلہ انجام دیں اللہ تبارک و تعالیٰ بے حد قبول فرمائے اور اللہ پاک آپکو درجات عالیہ سے نوازے! بزرگوں سے آپکو خلافت و اجازت کا بھی شرف حاصل ہوا، نیز آخری وقت میں نبی کریم ﷺ کی زیارت خواب میں حاصل ہوئی اور بعد الوفاات بشارات منامیہ ظاہر ہوئے جنکی ایک بہت طویل فہرست ہے۔

### جامعہ کے شعبہ جات:

- (1) شعبہ افتاء (2) شعبہ دورہ حدیث پاک (3) شعبہ تمرین (4) شعبہ فارسی (5) شعبہ تجوید و قرآن (6) شعبہ حفظ قرآن پاک (7) شعبہ ناظرہ قرآن کریم (8) شعبہ دینیات (9) شعبہ اردو (10) شعبہ پرائمری درجات (11) شعبہ جوئیر درجات (12) شعبہ تبلیغ وارشاد (13) شعبہ اصلاح معاشرہ و تزکیہ نفوس اور مجلس ذکر اللہ (14) شعبہ کمپیوٹر (15) خطابت (16) شعبہ کتابت۔

نقشہ تعداد فارغین از 1364 تا 1428ھ از 1944ء تا 2007ء جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

فارغین افتاء	1411	تا	1428	تا	1991	تا	2007
فارغین دورہ حدیث	1405	تا	1428	تا	1985	تا	2007
فارغین تجوید و قرأت	1385	تا	1428	تا	1965	تا	2007
فارغین حفاظ	1369	تا	1428	تا	1949	تا	2007
فارغین ناظرہ کلام پاک	1369	تا	1428	تا	1949	تا	2007
فارغین پرائمری درجہ 5	1385	تا	1428	تا	1965	تا	2007
فارغین جوئیر درجہ 8	1424	تا	1428	تا	2003	تا	2007

کل تعداد مدرسین و ملازمین

70

کل تعداد طلبہ مقامی و بیرونی

1670

کل آمد

1428ھ

533074 8=50

کل صرفہ

1428ھ

5692036=46